تعمیرِ ادب
پنجم
رضوی کتاب گھر دہلی ٦
۴۲۵- اردو مارکیٹ، مٹیا محل جامع مسجد، دہلی ٦

محمد جاوید نقشبندی عطاری سوداگر

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِنَا خَاتِمَ النَّبِيِّيْنَ وَ عَلٰى آلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَ اَزْوَاجِهٖ وَ اُصُوْلِهٖ وَ فُرُوْعِهٖ وَ ابْنِهِ السَّيِّدِ الْكَرِيْمِ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ الْجِيْلَانِيِّ الْبَغْدَادِيْ اَجْمَعِيْنَ

دُعا

یا الٰہی رحم فرما مصطفٰی کے واسطے
یا رسول اللہ کرم کیجئے خدا کے واسطے

مشکلیں حل کر شہِ مشکل کشا کے واسطے
کربلائیں رد شہیدِ کربلا کے واسطے

سیدِ سجاد کے صدقے میں ساجد رکھ مجھے
علم حق دے باقرِ علم ہدیٰ کے واسطے

صدق صادق کا تصدق صادق الاسلام کر
بے غضب راضی ہو کاظم اور رضا کے واسطے

بہر شبلی شیر حق دنیا کے کتوں سے بچا
ایک کا رکھ عبدِ واحد بے ریا کے واسطے

قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اٹھا
قدر عبد القادرِ قدرت نما کے واسطے

دل کو اچھا تن کو سُتھرا جان کو پر نور کر
اچھے پیارے شمس دیں بدر العلی کے واسطے

دو جہاں میں خادم آل رسول اللہ کر
حضرتِ آلِ رسولِ مقتدا کے واسطے

یا الٰہی ہم کو باایمان دنیا سے اٹھا
میرے مولیٰ حضرتِ احمد رضا کے واسطے

مشق

یا (حروف ندا) اے۔ الٰهی: یہ دو لفظ کا مجموعہ ہے، اله خدا۔ ی : میرا۔ یا الٰهی: اے میرے خدا۔ کرم: مہربانی، بخشش۔ مشکلیں: دشواریاں، حل کر: آسان کر، شہ: بادشاہ۔ مشکل کشا: دشواری آسان کرنے والا۔ "شہ مشکل کشا" سے مراد حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات مقدس ہے۔ رد : واپس۔ کربلائیں رد: بلاؤں کو واپس کر، شہید کربلا سے مراد حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ سید: آقا سرکار مصطفیٰ ﷺ کی شہزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد، نسل کو سید کہتے ہیں۔ سیّدِ سجاد سے مراد حضرت امام "زین العابدین" ہیں۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے ہیں۔ باقِرعلم ، ھُدیٰ: ہدایت علم کے ماہر۔ باقر علم ہدیٰ سے مراد حضرت "امام محمد باقر" رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو حضرت امام زین العابدین کے صاحبزادے ہیں۔ ساجد: سجدہ کرنے والا، نماز پڑھنے

والا۔ صادق سے مراد حضرت "امام جعفر صادق" رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو امام "محمد باقر" رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے ہیں۔ صدق: سچائی، کھرا پن۔ تصدّق: صدقہ واسطہ۔ صادق الاسلام کھرے اسلام والا۔

کاظم: سے مراد حضرتِ امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حضرتِ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے ہیں۔

رضا سے مراد حضرت امام علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے ہیں۔ شِبلی: حضرت شیخ شبلی بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو امام علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد ہیں۔

عبدواحد: حضرت شیخ عبد الواحد بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

بے ریا: وہ شخص جو صرف اللہ تعالیٰ کی خوشی کے لئے عبادت کرے۔ لوگوں کو دکھانے کے لئے نہ کرے۔

قادری: وہ شخص جو سرکار غوث الاعظم جیلانی رضی اللہ عنہ کے سلسلہ میں مرید ہو۔ قدرت نما: اللہ تعالیٰ کی قدرت ظاہر کرنے والا۔ عبدالقادر : سے مراد سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ ہیں۔ قدر: عزت، بدرالعلیٰ: بلندی کا چاند، پرنور: نور سے بھرا ہوا۔ شمس دین: سے مراد حضرت مولانا سید شاہ شمس الدین اچھے میاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جن کا مزار مارہرہ ضلع ایٹہ یوپی میں ہے۔

مقتدیٰ: پیشوا۔ آلِ رسول سے مراد حضرت مولانا سید آلِ رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جن کا مزار مارہرہ شریف میں ہے۔ مولیٰ: آقا۔ احمد رضا: سے مراد سرکار اعلیٰ حضرت شاہ عبدالمصطفیٰ احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جن کا مزار بریلی شریف میں ہے۔

اللہ تعالیٰ

اللہ تعالیٰ بڑا کریم ہے، بہت مہربان ہے۔ اس کا احسان ساری مخلوق پر ہے لیکن اس پر کسی کا احسان نہیں اس کی شان بہت بڑی ہے اس کی عظمت کی کوئی انتہا نہیں۔ اس کی ذات کی حقیقت کو سمجھنے سے تمام جہان کی عقل عاجز ہے۔ سارے عالم کا وہ تنہا مستقل شہنشاہ ہے دنیا میں اس نے ہزاروں کو بادشاہت عطا فرمائی مگر اس کی شہنشائی میں کوئی فرق نہیں پڑا جو اس کی بارگاہ میں آہ و زاری کرے گڑگڑائے اس کے لئے ستار و غفار ہے اور جو اس کے سامنے اکڑے، زور دکھائے اس کے حق میں قہار و جبار ہے۔ ہم سب لوگ مَعْدُوْم اور نِیسْتْ تھے اس نے ہمیں وجود بخشا اور اگر وہ چاہتا تو ہم سب نیست ہی رہ جاتے لیکن اس نے مہربانی فرمائی اور ہمیں ہَسْتْ کیا پھر اگر وہ چاہتا تو ہمیں کتے، بندر، گدھے یا بلی کی شکل میں پیدا کرتا لیکن اس کا احسان ہے کہ اس نے ہمیں انسانی شکل میں پیدا فرمایا پھر اگر وہ چاہتا تو ہم گونگے، بہرے اندھے بن کر پیدا ہوتے لیکن اس کا یہ کرم ہے کہ اس نے ہماری زبان کو گویائی کان

کو شنوائی اور آنکھ کو بینائی عطا فرمائی۔

پھر اگر وہ چاہتا تو ہم ہمیشہ اندھیرے ہی میں گھٹ گھٹ کر رہتے، لیکن اس نے رحم فرمایا اور ہمیں سورج کی روشنی اور چاند کی چاندنی عطا کی۔ پھر اگر وہ چاہتا تو ہم دانہ پانی کے بغیر تڑپا کرتے مگر اس نے فضل فرمایا اور ہمارے کھانے کے لئے طرح طرح کے میوے اور غلّے پیدا فرمائے اور پیاس بجھانے کے لئے آسمان سے پانی برسائے۔ نیز زمین سے چشمے جاری کئے پھر اگر وہ چاہتا تو ہم کافر گھرانے میں پیدا ہوتے اور خود کافر رہتے لیکن یہ اس کی عین رحمت ہے کہ ہم مسلم خاندان میں پیدا ہوئے اور پیارے اسلام کو اپنا دین مانتے ہیں۔

پیارے بچو! یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احسان و کرم نعمت و رحمت مہربانی اور بھلائی کا شمار نہیں کیا جا سکتا، لیکن کیا تم بتا سکتے ہو کہ ہم مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا احسان کیا ہے؟ لو ہم سے سنو! اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ اس نے ہمیں پیارے نبی سرکار مصطفیٰ ﷺ کی غلامی نصیب فرمائی اور ہمیں سرکار کا نام لیوا بنایا۔ سرکار مصطفیٰ ﷺ کی سچی غلامی یہ وہ نعمت ہے جس کے سامنے دنیا بھر کی تمام دولتیں ہیچ ہیں اللہ تعالیٰ کا چہیتا بندہ وہی ہے جو پیارے مصطفیٰ کا غلام ہے (ﷺ) جس کو سرکار مصطفیٰ ﷺ کی غلامی پسند نہیں وہ شیطان کا غلام اور دیو کا بندہ ہے۔

مشق

ستّار: گناہوں کو چھپا دینے والا، غفّار: بہت معافی

دینے والا، شان، عزت، مرتبہ۔ قہّار: بہت زور والا۔ جبّار: بڑا زبردست ۔ زاری: رونا۔ عظمت: بڑائی ۔ معدوم: جو چیز نہ ہو۔ نیست: جو نہ ہو۔ وجود: ہونا ہستی۔ ہست: جو ہو۔ شکل: ڈھانچہ۔ گویائی: بولنے کی طاقت۔ شنوائی: سننے کی قوت۔ بینائی: دیکھنے کی قوت۔ ہیچ: ناچیز، کم تر۔ دیو: شیطان۔ بندہ: غلام۔

سوالات

۱ مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا احسان کیا ہے؟
۲ "ہماری زبان" اس فقرہ میں مضاف کیا ہے؟
۳ "ہم" کا لفظ معرفہ ہے یا نکرہ؟

کروڑوں درود

کعبے کے بَدْرُالدُّجیٰ تم پہ کروڑوں درود
طیبہ کے شَمْسُ الضُّحیٰ تم پہ کروڑوں درود

شافع روز جزا تم پہ کروڑوں درود
دافع جملہ بلا تم پہ کروڑوں درود

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا، تم پہ کروڑوں درود

دل کرو ٹھنڈا مرا وہ کفِ پا چاند سا
سینہ پہ رکھ دو ذرا تم پہ کروڑوں درود

سینہ کہ ہے داغ داغ کہہ دو کرے باغ باغ
طیبہ سے آکر صبا، تم پہ کروڑوں درود

تم سے جہاں کا نظام، تم پہ کروڑوں سلام
تم پہ کروڑوں ثنا تم پہ کروڑوں درود

تم ہو جوادو کریم، تم ہو رؤف و رحیم
بھیک ہو داتا عطا تم پہ کروڑوں درود

خلق کے حاکم ہو تم رزق کے قاسم ہو تم
تم سے ملا، جو ملا، تم پہ کروڑوں درود

طیبہ کے ماہِ تمام، جملہ رسل کے امام
نوشۂ ملکِ خدا، تم پہ کروڑوں درود

شافی و قافی ہو تم، کافی و وافی ہو تم
درد کی کردو دوا تم پہ کروڑوں درود

برسے کرم کی بھرن، پھولیں نِعَمْ کے چمن
ایسی چلادو ہوا، تم پہ کروڑوں درود

اپنے خطاکاروں کو اپنے ہی دامن میں لو
کون کرے یہ بھلا تم پہ کروڑوں درود

کر کے تمہارے گناہ، مانگیں تمہاری پناہ
تم کہو دامن میں آ تم پہ کروڑوں درود

کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے
ٹھیک ہو نامِ رضا تم پہ کروڑوں درود

مشق

اَلدُّجیٰ: تاریکیاں، بَدْرُالدُّجیٰ: تاریکیوں کا چاند، شمس: سورج، الضحیٰ: چاشت کا وقت، شمس الضحیٰ: چاشت کے وقت کا سورج، شافع: گناہوں کی معافی کرانے والا، روز جزا: قیامت کا دن، دافع: ہٹانے والا، دور کرنے والا، جملہ: تمام، سب، بلا: مصیبت۔ نہاں: پوشیدہ، کفِ پا: پیر کا تلوا، نظام: درستگی، جواد: سخی، بخشش کرنے والا، قاسم: بانٹنے والا، قافی: مصیبت ہٹانے والا، کافی: بچانے والا، وافی: پورا دینے والا، بھرن: بارش، نعم: نعمت کی جمع، رؤف: مہربان۔

سوالات

(۱) تیسرے شعر کا مطلب بیان کرو؟
(۲) اللہ تعالیٰ نے کائنات کا حاکم کس کو بنایا ہے؟
(۳) "آ" کون فعل ہے اور اس کا مصدر کیا ہے؟

نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

ایک اکیلا ہمیشہ سے اللہ تعالیٰ ہے۔ باقی عالم کی کوئی بھی چیز ہمیشہ سے نہیں۔ سب بعد میں ہوئی ہے۔ عرش و کرسی، زمین و آسمان، جن و ملائکہ، انسان و حیوان، آفتاب و ماہتاب، آگ، پانی، مٹی، ہوا، سمندر اور پہاڑ وغیرہ پہلے سے نہیں تھے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے سے بعد میں ہوئے ہیں۔

ابھی اللہ تعالیٰ نے عالم بنایا نہیں تھا کہ سب سے پہلے اس نے ہمارے سرکار پیارے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مقدس نور

پیدا فرمایا پھر اسی نور سے عرش و کرسی لوح و قلم، روح اور فرشتے آسمان اور زمین نیز باقی عالم کی دوسری چیزیں یکے بعد دیگرے پیدا فرمائیں۔ خود سرکار مصطفیٰ ﷺ فرماتے ہیں اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ وَمِنْ نُوْرِیْ خَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ یعنی سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور پیدا فرمایا ہے اور میرے ہی نور سے ہر چیز بنائی۔

اور ہاں تم یہ گمان نہ کرنا کہ سرکار مصطفیٰ ﷺ کے نور پاک کو کاٹ کاٹ کر عالم بنایا گیا، نہیں بلکہ اس نور پاک کے عکس اور کرن سے اللہ تعالیٰ نے جہان کی ہر چیز پیدا فرمائی ہے۔ اس بات کو یوں سمجھو کہ کسی شخص نے شمع روشن کی جس کے ارد گرد ہزاروں چراغ بے روشنی کے پڑے تھے۔ پھر اس نے ان تمام چراغوں کی بتیاں اس شمع سے لگادیں۔ اب سب چراغ روشن ہو گئے اور شمع کی روشنی میں ذرا بھی کمی نہیں آئی تو جس طرح ایک شمع سے ہزاروں چراغ روشن ہوئے یوں ہی اللہ تعالیٰ نے عالم بنانے سے پہلے حضور اقدس سرکار مصطفیٰ ﷺ کا نور پیدا فرمایا پھر اس نور کی شعاع سے عالم کی ہر چیز بنائی۔

پیارے بچو! نور محمد ﷺ کا ظہور ہماری دنیا میں اگرچہ تمام انبیائے کرام کے بعد ہوا ہے لیکن اس کا وجود سارے جہان سے پہلے ہے۔ چنانچہ یہی وہ نور محمد ﷺ ہے جو اس دنیا میں تشریف لانے سے کروڑوں سال پہلے عالم غیب میں ایک روشن تارے کی شکل میں جگمگاتا رہا۔ حضرت ابوہریرہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت جبرئیل علیہ السلام سرکار مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہ

میں حاضر تھے۔ حضور اقدس ﷺ نے حضرت جبرئیل سے سوال فرمایا کہ اے جبرئیل، بتاؤ تمہاری عمر کتنے برس ہے؟ حضرت جبرئیل نے عرض کیا یارسول اللہ! مجھے اپنی عمر تو معلوم نہیں، مگر چوتھے حجاب میں ایک تارا تھا جو ستّر ہزار برس کی مدت میں صرف ایک بار چمکا کرتا تھا اس تارے کو میں نے بہتّر ہزار مرتبہ چمکتے دیکھا ہے گویا جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ یارسول اللہ میری عمر بہت لمبی ہے۔ چنانچہ اس وقت میری عمر پانچ ارب چار کروڑ سال سے بھی اوپر ہے سرکار مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا و عزة ربی انا ذلك الكوكب یعنی اے جبرئیل میرے رب کی عزت کی قسم میں وہی تارا ہوں جسے تم نے عالم غیب میں بہتّر ہزار مرتبہ چمکتے دیکھا ہے۔

مشق

عالم: جہان، کائنات، اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز مثلاً زمین، آسمان، عرش، کرسی، حیوان، انسان، جنات، فرشتے وغیرہ۔ شُعَاعْ: کرن۔ عکس۔ پرتو۔ جھلک۔ عَالَم غَیبْ: وہ عالم جو دنیاوالوں کی نگاہوں سے اوجھل ہے۔ یکے بعد دیگرے۔ ایک کے بعد دوسرا حِجَابْ: پردہ۔ ظُہُورْ: ظاہر کرنا۔

سوالات

(۱) ہر چیز سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کس کو پیدا کیا؟
(۲) حضرت جبرئیل علیہ السلام کون ہیں؟ سرکار مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہ میں وہ کس لئے آتے رہے؟
(۳) چراغ نکرہ ہے یا معرفہ؟

دیوار قہقہہ

براعظم یورپ کو تو تم جانتے ہوگے۔ اس کے جنوبی مغربی گوشے پر اَنْدُلُس [۱] نام کا ایک ملک تھا جس کو "موسیٰ بن نصیر" اوران کے غلام جنرل "طارق بن زیاد" نے اموی بادشاہ "ولید بن عبدالملک" کے دور حکومت میں ۹۴ھ میں فتح کیا تھا ولید بادشاہ کی طرف سے "موسیٰ بن نصیر" شمالی مغربی افریقہ کے والی تھے۔ جب اَنْدُلُس فتح ہوا تو اس کے بھی والی "موسیٰ بن نصیر" ہی رہے۔ اَنْدُلُس پر تقریباً آٹھ سو برس تک مسلمانوں کی حکومت رہی۔ پھر یہ ملک نصرانیوں کے قبضہ میں پہنچ کر دو حصوں میں بٹ گیا ایک حصہ کا نام اسپین اور دوسرے حصہ کا نام پرتگال ہے۔ یورپ کے موجودہ نقشہ میں جہاں اسپین اور پرتگال دکھایا جاتا ہے وہی پرانے زمانے کا اَنْدُلُس [۲] ہے۔

کہا جاتا ہے کہ اندلس [۳] کے مغربی میدانوں میں بحر ظلمات کے قریب جناتوں نے حضرت سیدنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے تانبے کا ایک شہر بنایا تھا جس کو عربی زبان میں مدينة النحاس اور عام بول چال میں دیوار قہقہہ کہتے ہیں۔ جناتوں کا بنایا ہوا یہ شہر بڑا عجیب و غریب ہے اس

[۱] الف پر زبر نون ساکن، دال پر زبر، لام پر پیش (المنجد الاعلام الشرق الغرب ص: ۲۹)
[۲] تاریخ اندلس حصہ اوّل ص: ۱۲، معارف پریس اعظم گڑھ
[۳] قدیم درسی کتاب آئینہ ادب ص: ۱۲۴ تا ۱۲۹ سے ماخوذ

کی فصیل یعنی شہر پناہ تانبے کی ایک بہت بڑی چوڑی بلند دیوار ہے جو شہر کو چاروں طرف سے گھیرے ہے۔

جب اس انوکھے شہر کی خبر ولید بادشاہ تک پہنچی تو اس نے اپنے مغربی عامل موسیٰ بن نصیر[1] کو لکھا کہ تم دیوار قہقہہ کے بارے میں حالات معلوم کر کے میرے پاس بھیجو۔ شاہی فرمان پہنچنے پر امیر موسیٰ نے بڑے بڑے عالم فاضل حضرات کو جمع کیا جو قدیم زبانوں اور تحریروں کے ماہر تھے اور پھر ایک لشکر تیار کیا اور سب کو ساتھ لے کر مدینۃ النحاس کی طرف کوچ کر دیا۔

دشوار گزار جنگلوں، پہاڑیوں کو طے کرتے ہوئے چالیسویں دن امیر موسیٰ ایک وسیع میدان میں پہونچے جہاں بہت سے چشمے، لہلہاتے سبزہ زار اور رنگ برنگ کے گل بوٹے تھے اور جہاں سے مدینۃ النحاس کا قلعہ نظر آرہا تھا۔ انہوں نے اسی میدان میں فوج کو پڑاؤ ڈالنے کا حکم دیا۔ سپاہیوں نے حکم کی تعمیل کی اور ہر طرف کیمپ اور خیمے تان دیئے۔

جب سفر کی تکان دور ہو گئی تو امیر موسیٰ نے اپنی فوج میں سے ایک ہزار جانباز سپاہی منتخب کر کے ان پر ایک افسر منتخب کیا اور اس کو حکم دیا کہ اپنے ساتھ ان سپاہیوں کو لے کر مدینة النحاس کے قریب جاؤ اور اسکی شہر پناہ کے کنارے کنارے چاروں طرف گھوم کر دیکھو کہ اندر جانے کے لئے دروازہ کہاں ہے۔

وہ افسر ایک ہزار کا دستہ لے کر شہر پناہ کے قریب پہونچا اور اس کے

[1] نون پر پیش صاد پر زبر (المنجد الاعلام) الشرق الغرب ص: ۵۲۰)

کنارے کنارے گھوم کر چھ دن میں چکر پورا کیا لیکن اسے کہیں دروازہ دکھائی نہ پڑا۔ ساتویں دن وہ امیر موسیٰ کی خدمت میں واپس آیا اور بتایا کہ میں نے شہر پناہ کے چاروں طرف کا مکمل چکر لگایا ہے مگر دروازہ کا کہیں پتہ نشان نہیں ہے۔

اب امیر موسیٰ نے اپنے ہمراہیوں سے پوچھا کہ ایسے عجیب شہر کے اندرونی حالات معلوم کرنے کے لئے کیا سبیل کرنا چاہئے مہندسوں نے عرض کی کہ شہر پناہ کی دیوار کاٹ کر راستہ نکالنا تو بہت دشوار ہے ہاں اگر حکم ہو تو ہم لوگ سرنگ لگا کر زمین کے اندر ہی اندر شہر میں داخل ہونے کا راستہ بنائیں۔ امیر موسیٰ نے یہ تجویز منظور کی۔ چنانچہ سرنگ کھودی گئی۔ لیکن مقصد حاصل نہ ہوا کیوں کہ سرنگ کھودتے کھودتے پانی نکل آیا اور نیچے دیوار کی بنیاد ختم ہوتی نظر نہ آئی پھر آپس میں یہ صلاح ٹھہری کہ سیڑھی کے ذریعہ دیوار پر چڑھ کر شہر کے اندرونی حالات معلوم کئے جائیں۔ چنانچہ اس تجویز کے مطابق ایک بہت ہی اونچی سیڑھی تیار کر کے دیوار سے لگادی گئی۔

موسیٰ بن نصیر نے اعلان کیا کہ جو شخص اس سیڑھی کے ذریعہ دیوار پر چڑھ جائے اور خدانخواستہ ہلاک ہو جائے تو سرکاری خزانہ سے اس کے اہل وعیال کو خوں بہا ادا کیا جائے گا۔ اعلان سن کر ایک فوجی جوان ہمت کر کے دیوار پر چڑھ گیا لیکن جب اس نے شہر کی طرف نگاہ کی تو دیکھتے ہی زور سے قہقہہ لگایا اور شہر کے اندر جا کودا۔ تین دن اور تین رات شہر کی طرف ایسی ہیبت ناک اور بھیانک آوازیں آتی رہیں

جنہیں سن کر خوف کے مارے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے لوگوں نے اس فوجی جوان کا نام لے کر بار بار پکارا لیکن شہر کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔

دوسری دفعہ موسیٰ بن نصیر نے پھر اعلان کیا کہ اب جو شخص دیوار پر چڑھے گا اس کی دیت ایک ہزار دینار رہے گی۔ یہ اعلان سن کر ایک شیر دل تیار ہوا تو امیر موسیٰ نے اس سے عہد و پیمان لیا کہ دیکھو پہلے آدمی کی طرح نہ کرنا بلکہ جو کچھ تمہیں شہر میں نظر آئے فوراً ہم لوگوں کو بتا دینا۔ اس نے خوب پکا اقرار کیا اور اطمینان دلایا پھر جب وہ دیوار پر چڑھ گیا اور اسے شہر نظر آیا تو قہقہہ لگانا شروع کیا ادھر لشکر والے چیخ چیخ کر اسے آواز دینے لگے لیکن اس نے ایک نہ سنی قہقہہ لگاتے اور تالیاں بجاتے وہ شہر کے اندر کود پڑا۔ اب کی مرتبہ پہلے سے بھی بڑھ کر مہیب صدائیں آتی رہیں۔

تیسری دفعہ امیر موسیٰ نے دیوار پر چڑھنے کے لئے دو ہزار دینار کی دیت متعین کی۔ ایک شیر مرد نکلا۔ اس نے کہا میں چڑھتا ہوں لیکن میری کمر میں ایک بہت مضبوط رسا باندھ دیا جائے تاکہ جب میں شہر کے اندر کودنے کی تیاری کروں تو نیچے سے رسے کو کھینچ لیا جائے شاید اس صورت میں کامیابی حاصل ہو پھر جب وہ شیر مرد دیوار کے اوپر پہنچا اور اسے شہر نظر آیا تو قہقہہ لگاتے ہوئے اس نے بھی شہر کی طرف کودنے کا ارادہ کیا۔ ادھر لشکر والوں نے رسا کھینچنا شروع کیا۔ تھوڑی دیر تک بڑی کشمکش رہی۔ وہ شہر کی طرف کھینچتا رہا اور لشکر والے اپنی

طرف کھینچتے رہے۔ اس کھینچا تانی میں اس کا آدھا جسم شہر کے اندر جا گرا اور باقی جسم لشکر والوں کی طرف آگیا۔ یہ آخری کوشش تھی جو امیر موسیٰ نے حالات معلوم کرنے کے لئے انجام دی پھر ناچار ہو کر لشکر کو واپس لوٹنے کا حکم دیا اور دیوار قہقہہ کا حال دنیا والوں کے لئے سربستہ راز ہی رہ گیا۔

مشق

سرنگ: وہ راستہ جو زمین کے اندر سوراخ کر کے بنایا جائے۔ خُوںْ بَہَا: جان کے بدلہ کی رقم۔ شہر پناہ: وہ دیوار جو کسی شہر کو ہر طرف سے گھیرے ہو۔ قہقہہ: زور کی ہنسی۔ عہد و پیمان: قول و قرار۔ مهیب: ڈراؤنی۔ ڈراؤنا۔ صدا: آواز۔ خدانخواستہ: خدا نہ چاہے۔ مہندس: انجینئر۔ دینار: اشرفی۔ متعین کی: ٹھہرائی۔ دیت: جان کے بدلہ کی رقم۔ راز: بھید۔ سربستہ: چھپا ہوا۔ بحر ظلمات: بحر اوقیانوس۔ ناچار: مجبور۔ ہیبت ناک: ڈراؤنی۔ نصرانی: وہ شخص جو اپنے کو عیسائی کہلواتا ہے۔

سوالات

(۱) اندلس کا ملک کہاں واقع تھا اور وہ کب فتح ہوا؟

(۲) موسیٰ بن نصیر کون تھے؟

(۳) تیسرا آدمی جب دیوار کی بلندی پر پہنچا تو اس کا انجام کیا ہوا؟

ایک بوڑھا شیر

کہتے ہیں ایک شیر جب بوڑھا ہوا — دوڑنے اور بھاگنے سے رہ گیا
ناخن و پنجہ کی طاقت کم ہوئی — دانت ٹوٹے پشت اس کی خم ہوئی
بھوک سے لاچار ہو مرنے لگا — فکر کر کے دل میں یہ حیلہ کیا
بن گیا بیمار اور جو جانور — پوچھنے آتا نہ آتا پھر نظر
لومڑی آئی عیادت کے لئے — غار کے در پر لگی یہ پوچھنے
ہے طبیعت آپ کی کیسی حضور — چشم بد رکھے خدا حضرت سے دور
شیر بولا عمر ہو تیری فزوں — بچی تو اندر نہیں آتی ہے کیوں
لومڑی نے یہ کہا اے ظل رب — عرض کر دیتی ہوں اسکا بھی سبب
کہہ رہے ہیں برملا یہ نقش پا — ہیں جو ظاہر غار کے در پر شہا
سینکڑوں اندر گئے ہیں بالیقیں — باہر آنے کا نشاں اک بھی نہیں
کام سے پہلے ہے لازم سوچنا — یہ کہ ہے اس کام کا انجام کیا

مشق

پشت: پیٹھ۔ خم: ٹیڑھی۔ فکر: سوچ۔ عیادت: بیماری کا حال پوچھنا، بیمار پرسی۔ در: دروازہ۔ چشم بد (مرکب وصفی) بری نگاہ۔ فزوں: زیادہ۔ ظل رب: اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سایہ۔ نقش: چھاپ۔ پا: پیر۔ نقش پا (مرکب اضافی) پیر کا نشان۔ شہا: اے بادشاہ۔ اس لفظ کے آخر میں الف ندائیہ ہے۔ حیلہ: تدبیر۔

اہل سنت و جماعت

آج سے تقریباً تیرہ سو برس پہلے کی بات ہے کہ ایک دن حضور پر نور سرکار مصطفیٰ ﷺ نے حضرات صحابہ کرام کے بھرے مجمع میں بیان فرمایا کہ [۱] اِنَّ بَنِی اِسْرَائِیْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰی ثِنْتَیْنِ وَ سَبْعِیْنَ مِلَّةً وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلٰثٍ وَّ سَبْعِیْنَ مِلَّةً کُلُّهُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّةً وَّاحِدَةً۔ یعنی بنی اسرائیل ۷۲ فرقوں میں بٹ گئے تھے اور میری امت کے لوگ تہتر فرقوں میں بٹ جائیں گے۔ ان میں ایک فرقہ کو چھوڑ کر باقی سب فرقے ناری اور دوزخی ہوں گے۔ سرکار کا یہ ارشاد سن کر صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ! اس فرقہ کی پہچان کیا ہو گی۔ سرکار نے جواب دیا مَا اَنَا عَلَیْهِ وَ اَصْحَابِیْ جس عقیدہ پر میں اور میرے صحابہ ہیں اسی عقیدہ پر وہ فرقہ رہے گا۔

سرکار کی اس حدیث پاک سے چار باتیں کھلے طور پر ثابت ہوئیں ایک تو یہ کہ مسلمان کہلانے میں کئی گروہ بہت سے جتھے اور فرقے ہوں گے۔ دوسری بات یہ کہ مسلمانوں کا صرف ایک ہی فرقہ حق پر ہو گا۔ باقی تمام فرقے گمراہ اور دوزخی ہوں گے۔ اس کے عقیدے سنت مصطفیٰ اور جماعت صحابہ کے مطابق ہوں گے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ورضی اللہ تعالیٰ عنہم) چوتھی بات یہ کہ سرکار مصطفیٰ ﷺ کے صحابہ حقانیت کی کسوٹی ہیں کہ جو ان کی راہ پر لگ جائے وہ

[۱] مشکوۃ شریف ص: ۳۰

حق پر ہے اور جو ان کی راہ چھوڑ دے وہ گمراہ ہے۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے پیارے نبی سرکار مصطفیٰ ﷺ پر قرآن مجید نازل فرمایا۔ یہ قرآن شریف وہ کتاب ہے جس میں سرکار کے لئے زمین و آسمان کی ہر ہر چیز، ہر ذرہ، ہر قطرہ، ہر پتہ، ہر تنکا، ہر شوشہ، ہر گوشہ کا روشن اور کھلا بیان ہے۔ جو کچھ عالم میں ہوا اور جو کچھ قیامت تک ہوتا رہے گا۔ وہ سب باتیں قرآن مجید کی بدولت ہمارے سرکار کی نگاہ کے سامنے تھیں۔ سرکار خوب جانتے تھے کہ میری امت کے لوگ آگے چل کر ایک راہ پر نہ جائیں گے بلکہ کئی راہ پر جائیں گے اور اس طرح ان کے کئی جتھے بن جائیں گے جن میں صرف ایک جتھہ حق پر ہوگا اور باقی تمام جتھے گمراہ ناری اور دوزخی ہوں گے پھر سرکار نے یہ باتیں صحابہ کو بھی بتادیں تاکہ صحابہ خود چوکنے رہیں اور بعد میں پیدا ہونے والے مسلمانوں کو چوکنا رکھیں۔ پیارے بچو سرکار جیسا بتا کر دنیا سے تشریف لے گئے بعد میں ویسا ہی معاملہ پیش آیا۔ چنانچہ خود صحابۂ کرام کے زمانے کے آخری حصہ میں گمراہ فرقوں کی ابتدا ہو گئی تھی لیکن صحابہ کی حقانیت اور ان کی تلواروں کی جھنکار نے ان فرقوں کو پنپنے نہ دیا پھر جب صحابہ کا دور ختم ہو گیا تو پرانے فرقوں کے بچے کچھے لوگ دوبارہ ابھرے اور ان کے ساتھ کئی ایک نئے فرقے بھی پیدا ہوتے گئے یہاں تک کہ بہتر ناری فرقوں کی گنتی پوری ہو کر رہی۔ جب بعض چالاک گمراہوں نے اپنے اپنے فرقوں کا اچھا اچھا نام رکھ کر اپنی جماعت کو مشہور کیا اور سادہ لوح مسلمانوں کو بہکا کر

اپنے جتھوں میں داخل کرنے لگے تو صحابہ کی لکیر پر چلنے والے مسلمانوں کو ضرورت پڑی کہ ہمارے فرقہ کا بھی کوئی امتیازی نام ہونا چاہئے۔ چنانچہ انہوں نے اپنا نام اہل سنت و جماعت قرار دیا۔ اور دوسرا ہلکا پھلکا مختصر سا نام سنی رکھا۔ اہل سنت و جماعت کے معنی ہیں سنت مصطفیٰ اور جماعت صحابہ کو ماننے والے لوگ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ وَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُمْ دیکھو جب صحابہ نے حضور اقدس ﷺ سے اہل حق فرقہ کی پہچان دریافت کی تھی تو اس وقت حضور نے جواب میں وَ مَا اَنَا عَلَیْہِ وَ اَصْحَابِیْ فرمایا تھا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ سنت رسول اللہ اور جماعت کو ماننے والا فرقہ ہی اہل حق ہے۔ حضور کے اسی جواب کو سامنے رکھ کر اہل حق مسلمانوں نے اپنا امتیازی نام اہل سنت و جماعت تجویز کیا اور اسی نام سے آج تک پوری دنیا میں مشہور ہیں۔

اہلسنت مسلمانوں میں بڑے بڑے مشہور امام، محدث، اولیاء، غوث قطب، علماء، بادشاہ پیدا ہوئے۔ جنہوں نے صحابہ کرام کی راہ پر چل کر دین اسلام کی خوب تبلیغ و اشاعت کی ہے۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ، حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ، حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ، حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ یہ حضرات صحابہ کے بعد پوری دنیا کے سنی مسلمانوں کے پیشوا گزرے ہیں۔

حضور پرنور سید امام زین العابدین رضی اللہ عنہ، حضور پرنور سید امام محمد باقر رضی اللہ عنہ، حضور پرنور سید امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ، حضور پرنور سید امام علی رضا رضی اللہ عنہ وغیرہ خاندان اہل بیت کے شاہزادوں نے

صحابۂ کرام کی راہ پر چلتے ہوئے اسلام کا جھنڈا بلند کیا اور اپنی روحانی تعلیمات سے لاکھوں سنّی مسلمانوں کے دل روشن کیے۔

حضرت امام محمد بن اسماعیل بخاری، حضرت امام مسلم بن حجاج نیشاپوری، حضرت ابوداؤد سنجشانی، حضرت امام محمد بن عیسیٰ ترمذی، حضرت امام قاضی عیاض اندلسی، حضرت امام بن ہمام، حضرت امام غزالی، حضرت امام جلال الدین سیوطی وغیرہ محدثین رضوانُ اللّٰہِ تعالیٰ علیہم نے اپنے اپنے وقتوں میں صحابہ کے نشان قدم پر رہتے ہوئے اسلامی تعلیمات پھیلائی اور سنّی مسلمانوں کی رہنمائی کا حق ادا کیا ہے۔حضور پر نور سرکار غوث اعظم سید عبدالقادر محی الدین جیلانی بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت امام العارفین شیخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت خواجہ خواجگان بہاؤالدین نقشبندی بخاری رضی اللہ عنہ وغیرہ اولیائے عظام نے حضرات صحابۂ کرام کی پیروی کرتے ہوئے مذہب اہل سنت کا جھنڈا خوب لہرایا اور ہزاروں مسلمانوں کی اصلاح اور تربیت کر کے ان کو ولی اور متقی بنایا ہے۔

حضرت سید سالار مسعود غازی سرکار بہرائچ رضی اللہ عنہ، حضرت خواجہ معین الدین غریب نواز سرکار اجمیر رضی اللہ عنہ، حضرت خواجہ نظام الدین سلطان الاولیاء، سرکار دہلی رضی اللہ عنہ، حضرت مخدوم اشرف جہانگیر، سرکار کچھوچھہ فیض آباد رضی اللہ عنہ، یہ حضرات سنّی مسلمانوں کے وہ پیشوا ہیں جنہوں نے ہمیشہ کے لئے ہندوستان میں اسلام کا جھنڈا گاڑ رکھا ہے۔ بادشاہوں میں حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز اموی رضی اللہ عنہ، حضرت غازی سلطان

نور الدین زنگی علیہ الرحمہ، حضرت غازی سلطان صلاح الدین ایوبی علیہ الرحمہ حضرت غازی سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمہ، حضرت غازی سلطان اورنگ زیب عالمگیر شہنشاہ ہند علیہ الرحمہ یہ وہ سنّی حکمراں ہیں جنہوں نے اپنے زمانے میں اسلام کی جڑوں کو مضبوط کیا اور دین کا جھنڈا بلند کیا۔

ہندستان کے علما میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی، حضرت میر سید مولانا عبدالواحد بلگرامی، حضرت شیخ مجدد احمد فاروقی سرہندی، حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، حضرت مولانا شاہ فضل رسول عثمانی بدایونی، حضرت مولانا عبدالعلی فرنگی محل لکھنؤ، حضرت مولانا شاہ سید ابوالحسین احمد نوری برکاتی مارہروی، اعلیٰ حضرت مجدد ملت شاہ احمد رضا بریلوی رضی اللہ عنہ یہ سنّیوں کے وہ پیشوا ہیں جنہوں نے ایک طرف دین و مذہب کی حفاظت کا حق ادا کیا اور دوسری طرف عقائد اہل سنت کے دشمن فرقوں کی دھجیاں اڑا کر رکھ دیں۔ ہمارے زمانے میں چوں کہ بعض بے دین مولوی اور پیر بھی اپنے کو سنّی کہلواتے ہیں اور سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کر کے اپنی ٹولی میں شامل کرتے ہیں اس لئے موجودہ دور میں صحیح عقیدہ والے عالم مولوی اور پیر کی پہچان یہ ہے کہ وہ سرکار اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا بریلوی رضی اللہ عنہ کو اپنا پیشوا تسلیم کرتا ہو اور آپ نے قرآن وحدیث کی جو تعلیمات اپنی کتابوں میں تحریر کی ہیں انہیں حق مانتا ہو۔

مشق

امتیازی نام: خاص نام۔ خلاصہ: لب ولباب، ...ا۔ محدث: حدیث جاننے اور سمجھنے والا۔ امام: پیشوا۔ تربیت: عمدہ طور اور

طریقہ سکھانا۔ اصلاح :سدھار۔ ملّت: دین۔ مجدد: مٹی ہوئی سنتوں کو زندہ کرنے والا۔ مجدد ملّت: (مرکب اضافی) دین کو تازہ کرنے والا۔ اشاعت: پھیلانا۔ تبلیغ: پہنچانا۔ غوث: اولیا کا سرکار۔ قطب :اونچے درجے کا ولی۔ متقی: پرہیز گار۔ روحانی تعلیمات: ایسی باتوں کو سکھانا جس سے انسانی روح چمک اٹھے۔ خواجہ: سردار، خواجگان: جمع ہے۔ نار : آگ۔ اس سے مراد جہنم ہے۔ ناری: دوزخی، جہنمی۔ تجویز کیا: ٹھہرایا۔ فرقہ: جتھ، جماعت۔

سوالات

(۱) سرکار مصطفیٰ ﷺ نے صحابہ کے بھرے مجمع میں کیا بیان فرمایا؟
(۲) اسلام کی خدمت کرنے والے بادشاہوں کے نام بتاؤ؟
(۳) ہمارے زمانے میں صحیح العقیدہ عالم کی پہچان کیا ہے؟

مطالعہ اور آموختہ

ایک طالب علم کے لئے جس طرح کتاب کا آموختہ یاد کرنا اس کو دہرانا ضروری ہے یوں ہی نئے سبق کا مطالعہ کرنا بھی اس پر لازم ہے۔ اس سے پڑھے ہوئے سبق کو آموختہ کہتے اور جو سبق کل استاذ سے پڑھنا ہے اس کو آج دیکھنا اور خود سے پڑھنے نیز سمجھنے کی کوشش کرنا مطالعہ کہلاتا ہے۔

پیارے بچو! مطالعہ کی عادت سے تمہارے ذہن میں کتاب سمجھنے کی قوت پیدا ہوگی۔ مطالعہ کیا ہوا سبق جب تم اپنے استاذ سے پڑھوگے تو وہ تمہیں آسان معلوم ہوگا۔ استاذ جو مطلب بیان کرے وہ تمہارے دل میں بیٹھے گا۔ اور اگر بے مطالعہ کے سبق پڑھتے رہوگے تو استاذ کی بتائی ہوئی بہت سے باتیں تمہاری سمجھ میں نہیں آئیں گی

اور تمہارا حال ان اپاہج بچوں کے جیسا رہے گا جو خود پاؤں پاؤں چلنا نہیں سیکھتے۔ بلکہ دوسروں کی گود میں لدے پھرتے ہیں۔

تمہیں استاذ کی تعلیم سے اب جتنا علم حاصل ہو چکا ہے اس سے کام لو اس طرح کہ اپنے آئندہ سبق کا مطالعہ کرتے رہو۔ ایسا کرنے سے تمہاری طاقت بڑھتی جائے گی۔ ہو سکتا ہے کہ شروع شروع میں مطالعہ کا کام تمہیں دشوار لگتا ہو لیکن گھبرا کر ہمت نہ ہارنا بلکہ کوشش کرتے رہنا۔ چند دن میں تم دیکھو گے کہ کامیابی کا راستہ تمہارے سامنے ہے۔

ابتدا میں مطالعہ کرنے والوں کی کیفیت ان ننھے بچوں کی سی ہوتی ہے جو پہلے گھٹنوں کے بل چلتے ہیں پھر کھڑا ہونا سیکھتے ہیں تو گر پڑتے ہیں لیکن وہ ہمت نہیں ہارتے اپنی مشق برابر جاری رکھتے ہیں آخر کار رفتہ رفتہ وہی بچے ایسے مضبوط اور چست بن جاتے ہیں کہ اپنی دوڑ دھوپ کے سامنے اونچے ٹیلوں اور گہری خندقوں کی بھی پروا نہیں کرتے یونہی جو طالب علم محنت کرتے کرتے مطالعہ کی استعداد پیدا کریگا تو وہ بھی انشاء اللہ کتاب کے مشکل مضمون کو حل کر کے چھوڑے گا۔

مطالعہ کے یہ معنی نہیں کہ ایک دوبار آئندہ سبق کو سرسری طور پر دیکھ بھال لیا جو سمجھ میں آیا وہ آیا۔ باقی کو اس بھروسے سے چھوڑ دیا کہ استاد سے یا کسی ہوشیار ہم سبق سے دریافت کرلیں گے ایسا مطالعہ بالکل بیکار ہے۔ اس سے تمہاری استعداد میں کچھ ترقی نہ ہوگی۔ اگر تمہارے منہ میں دانت ہیں تو دوسروں کے چبائے ہوئے لقموں کا انتظار نہ کرو بلکہ خود چباؤ اور کھاؤ۔

مطالعہ کا کار آمد طریقہ یہ ہے کہ سبق کے ایک ایک لفظ اور ایک ایک فقرے پر دل لگا کر غور کرو پھر ان کا مطلب سمجھنے کی کوشش کرو۔ حتی الامکان کوئی بات بغیر سمجھے نہ چھوڑو جب تم اس انداز سے مطالعہ کرو گے تو بعض باتیں ایسی پاؤ گے جو پہلے سے تمہارے ذہن میں موجود تھیں۔ ان پر غور کرنے سے تمہاری یادداشت تازہ اور پختہ ہو جائے گی۔ بعض باتیں تمہاری نظر سے ایسی گزریں گی جو تمہاری جانی ہوئی باتوں سے ملتی جلتی ہیں۔ ان کو تم تھوڑے تامل اور فکر سے سمجھ سکو گے اور بعض باتیں ایسی بھی پیش آئیں گی جو بالکل نئی ہیں مگر جب اچھی طرح غور کرو گے تو وہ بھی تمہاری سمجھ میں آجائیں گی۔ اس وقت تم کو ایسی خوشی حاصل ہو گی گویا تم نے ایک نیا ملک فتح کیا۔ اس کامیابی کے بعد تم کو خود حوصلہ ہو گا کہ آؤ آگے بڑھ کر فتح کا دوسرا جھنڈا بلند کریں۔ ایسے مطالعہ کے بعد جب تم سبق پڑھو گے تو جو کچھ اپنے استاذ کی زبان سے سنو گے اس کا سمجھنا اور یاد رکھنا تمہیں آسان ہو جائے گا۔

جس طرح کتاب کا مطالعہ طالب علم کو ترقی کے زینے پر چڑھاتا اور اس کی ذہنی قوت کو بڑھاتا ہے اسی طرح آموختہ پر نظر کرنا بھی کامیابی کا بڑا گر ہے۔ جن باتوں کو تم نے آج اس قدر محنت اور مشقت سے سیکھا ہے اگر بے پروائی سے ان کو بھلا دیا تو افسوس کی بات ہے کیوں کہ تمہاری ساری محنت رائیگاں گئی۔ خبردار تیلی کے بیل کی طرح نہ بنو جس نے تمام دن سفر کیا اور پھر وہیں کا وہیں رہا۔ تمہیں چاہئے کہ جو کچھ محنت سے حاصل کرتے ہو اس کی خوب حفاظت کرو۔

آج جو سبق پڑھ چکے ہو کل اس کو پھر دیکھو۔ اس طرح ایک ہفتہ کی خواندگی دوسرے ہفتہ میں اور ایک مہینہ کی دوسرے مہینہ میں دہراتے رہو۔ جو طالب علم اپنے کام میں اس طرح لگا رہے گا اللہ تعالیٰ کے کرم سے امید ہے کہ اس کے علمی خزانہ میں ایک کوڑی کا گھاٹا نہ آنے پائے گا۔ بلکہ دن دونا رات چوگنا اس کا علم بڑھتا جائے گا۔

مشق

ہم (فارسی لفظ) ساتھی۔ یہ لفظ ہمیشہ کسی دوسرے لفظ کے شروع میں رہتا ہے جیسے ہمدرد: دُکھ کا ساتھی۔ ہم عقیدہ: عقیدہ کا ساتھی۔ ہمراہ: راہ کا ساتھی ہم سبق: سبق کا ساتھی۔ استعداد: قابلیت، لیاقت۔ حوصلہ: ہمت، دلیری، سرسری: معمولی۔ خواندگی: پڑھائی۔ تامل: غور، فکر، سوچ۔ زینہ: سیڑھی فقرہ: جملہ کا ٹکڑا۔ یادداشت: یادرکھنے کا نشان، یادرکھنے کی چیز۔

سلطان محمود غزنوی اور بڑھیا

شاہوں میں یادگار ہے محمود غزنوی — اللہ رے وہ زور وہ بل وہ سپہ گری
تھا اسکے ڈر سے رعشہ براندام ایشیا — حاصل تھی کس کو ایشیا میں ایسی سروری
کہتے ہیں اس کے دور میں ایک قافلہ لٹا — کچھ لوگ قتل بھی ہوئے تھے چور سب جری
اس کارواں میں ایک جواں بھی ہوا شہید — اک بوڑھی ماں کی لٹ گئی کھیتی ہری بھری
محمود کے حضور میں آئی وہ غم نصیب — اور بولی تیرے ملک میں کیسی ہے ابتری

محفوظ جب نہیں ہے رعایا کا جان و مال — کس روز کام آئے گی تیری دلاوری
محمود نے کہا ہے وہ خطہ یہاں سے دور — کیونکر ہو اتنی دور بھلا عدل گستری
بولی بہت ادب سے یہ سن کر وہ پیر زن — اک عرض میں کرونگی جو ہو جائے جاں بری
قبضہ ہی تو نے دور کے ملکوں پہ کیوں کیا — ہے جب کہ تیرے دور کے ملکوں میں ابتری
جو راج تیرے بس میں نہ ہو شاہ ذی وقار — حاصل ہے ایسے راج سے کیا سوچ تو ذری
محمود پر اثر ہوا عورت کی بات کا — بولا کہ اب نہ ہو گی کہیں یہ ستم گری

اس پیر زن کی جھولی جواہر سے پُر کرو
غزنی کے بادشاہ پہ ہے اس کو برتری

مشق

ذی: عربی لفظ ہے اس کا معنی ہے والا، جیسے ذی علم، علم والا، ذیشان: شان والا۔ وقار: عزت۔ ذی وقار: عزت والا۔ یادگار: یاد رکھنے کے لائق۔ سپہ گری: سپاہی کا کام، بہادری۔ رعشہ: تھرتھراہٹ، کپکپی۔ اندام: جسم۔ بر: پر۔ بر اندام ایشیا: ایشیا کے جسم پر۔ سروری: سرداری۔ جری: ڈھیٹ، نڈر۔ کارواں: قافلہ۔ حضور: دربار۔ غم نصیب: مصیبت کی ماری ہوئی۔ خطہ: علاقہ۔ عدل گستری: انصاف کرنا۔ بری: محفوظ۔ پیر زن: بڑھیا عورت۔ ستم گری: ظلم۔ جواہر: موتیاں۔ پر کرو: بھرو۔ دور: زمانہ۔

سوالات

(۱) قافلہ میں کس کا جوان لڑکا قتل ہوا۔
(۲) حضرت سلطان محمود غزنوی نے بڑھیا سے کیا کہا؟
(۳) بڑھیا نے کیا کہا جس سے بادشاہ کا دل نرم ہو گیا۔

رات اور دن

اللہ تعالیٰ جل شانہ، بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ اس نے اپنے بندوں کے فائدہ کی خاطر انگارے کی طرح دہکتا ہوا ایک بہت بڑا گولہ پیدا فرمایا جسے ہم لوگ سورج کہتے ہیں۔ فارسی زبان میں اس کا نام آفتاب خاور خورشید، اور عربی میں شمس اور نیر اعظم ہے۔

اللہ رب العزت نے سورج کو چکر لگانے پر مقرر فرمایا ہے۔ سورج ہی کے چکر کرنے سے رات اور دن بنتے ہیں۔ چنانچہ جب وہ ہماری زمین کے سامنے پورب سے نکلنے کی تیاری کرتا ہے تو ہمارے یہاں صبح ہوتی ہے اور دن شروع ہو جاتا ہے۔ پھر جب وہ دن بھر چلتا ہوا پچھم کی طرف چل کر او جھل ہوتا ہے تو ہمارے یہاں رات آتی ہے اور دن ختم ہو جاتا ہے۔ رات کے بعد دن کا ہونا اور دن کے بعد رات کا آنا یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے بندوں پر بہت بڑا احسان ہے کیونکہ اگر ہمیشہ صرف دن ہی دن ہوا کرتا یا صرف رات ہی رات ہوتی تو انسان یا حیوان کا زندگی گزارنا دوبھر ہو جاتا اور دنیا کے ہزاروں کام ٹھپ رہا کرتے۔ لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی عین رحمت ہے کہ اس نے سورج کو حرکت عطا فرما کر رات اور دن بنائے اور ہمارے لئے زندگی گزارنا آسان کیا۔

تعمیر ادب حصہ چہارم میں تمہیں بتایا گیا ہے کہ زمین کا گولا آسمان کے پیٹ کے اندر ٹھیک بیچ میں اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ٹکا ہوا ہے۔

اب ہم تمہیں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ زمین کا گولا نہ تو لٹو کی طرح ناچتا ہے نہ ایک جگہ سے ہٹ کر دوسری جگہ جاتا ہے۔ بلکہ اپنی جگہ پر تھما ہوا ساکن ہے اور یہی حال آسمان کے گولے کا بھی ہے کہ وہ اپنی جگہ خاموش جہاں کا تہاں رکا ہوا ہے۔ ہاں سورج البتہ اپنے گھیرے میں ہر دم چلتا رہتا ہے اور اسی کی چال سے رات اور دن بنتے ہیں۔

سورج ہماری زمین کے سامنے پورب سے چلتا ہوا پچھم کو جاتا ہے پھر زمین کے اس پار پچھم سے گھومتا ہوا پورب کی طرف واپس آتا ہے۔ اس طرح چوبیس گھنٹے میں اس کا ایک چکر پورا ہوتا ہے۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ سورج پچھم میں ڈوبتا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ سورج پانی میں چلا جاتا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ وہ پچھم کی زمین کی آڑ میں ہو جاتا ہے۔

یہ تو تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے زمین گول بنائی ہے لہٰذا ایک وقت میں زمین کی پوری گولائی پر سورج کی روشنی نہیں پہونچ سکتی بلکہ بعض حصے پر روشنی پڑے گی اور بعض حصہ سورج سے اوجھل رہے گا تو زمین کے جس حصہ پر روشنی پہونچتی ہے وہاں دن ہوتا ہے اور جو حصہ سورج سے اوجھل ہوتا ہے وہ رات ہوتی ہے مثلاً زمین کے اس پار ہندستان آباد ہے اور اس پار امریکہ کی آبادی ہے تو جس وقت سورج ہندستان کے سامنے ہوگا اس وقت امریکہ میں رات ہوگی اور ہندوستان میں دن ہوگا۔

سامنے زمین اور سورج کی تصویر دیکھو۔ سورج اس وقت ہندستان کے اوپر ہے یہاں دن ہے اور امریکہ میں رات ہے اور پھر جب سورج چکر کرتا ہوا امریکہ کے سامنے پہونچے گا تو اس وقت امریکہ میں دن ہوگا اور ہندستان میں رات ہوگی نیچے زمین اور سورج کی تصویر دیکھو اس وقت سورج امریکہ کے سامنے ہے اس لئے وہاں دن اور ہمارے یہاں ہندستان میں رات ہے۔

پیارے بچو! ہماری گفتگو سے تم نے بخوبی سمجھ لیا ہوگا کہ سورج ہی کے چکر اور حرکت سے زمین کے بعض حصے پر دن ہوتا ہے اور بعض حصے پر رات ہوتی ہے لیکن بعض لوگ سورج کے بجائے زمین کو متحرک مانتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ سورج چلتا نہیں بلکہ ساکن ہے ہاں زمین کا گولا لٹو کی طرح پچھم سے پورب کی طرف ہر وقت گھومتا ہے اور اسی کے گھومنے سے رات اور دن بنتے ہیں چنانچہ زمین گھومتے وقت اس کا جو حصہ سورج کے سامنے پڑتا ہے اس میں دن ہوتا ہے اور جو حصہ سورج سے اوجھل رہتا ہے اس میں رات ہوتی ہے۔

اسلامی نونہالو! یہ کہنا کہ زمین چلتی ہے سورج نہیں چلتا، غلط ہے۔ حق یہ ہے کہ زمین اپنے مقام میں ٹھہری ہوئی ہے اور سورج اپنے

گھیرے میں چل رہا ہے کیونکہ جس خدا پاک نے سورج پیدا کیا خود ہی قرآن مجید میں فرماتا ہے :

وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا یعنی ایک نشانی سورج ہے کہ وہ اپنے ٹھکانے کی طرف چلتا رہتا ہے۔ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَ اٰتَیْنِ یعنی اور اللہ نے تم انسانوں کے فائدے کے لئے سورج اور چاند کو کام میں لگائے جو برابر چل رہے ہیں۔ دیکھو خود قرآن مجید نے فیصلہ سنادیا کہ سورج متحرک ہے چل رہا ہے اور اسی فیصلہ سے یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ زمین گھومتی نہیں بلکہ اپنے مقام میں ٹھہری ہوئی ساکن ہے اور رات اور دن کا ہونا زمین کے چکر سے نہیں بلکہ سورج کی گردش سے ہے۔

پیارے بچو! آج کل گھٹاٹوپ گمراہی کا زمانہ ہے اس زمانے میں بڑے بڑے پڑھے لکھے لوگ اپنے کو مسلمان کہلاتے ہوئے بھی تعلیم قرآن کے خلاف بولتے اور لکھتے ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر شمس الحسن نے بچوں کے پڑھنے کے لئے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام جنرل سائنس ہے انہوں نے اس کتاب کے صفحہ اڑتالیس میں لکھا ہے کہ "سورج نہیں چلتا بلکہ ہماری زمین چلتی ہے" اور یہی بولی دوسرے مسلمان کہلانے والے بھی بول جاتے ہیں لیکن چونکہ یہ بولی تعلیم قرآن کے خلاف ہے اس لئے تم اس طرح کے مسلمان کہلانے والوں سے دھوکا مت کھانا۔

تم قرآن کی باتوں پر ایمان رکھتے ہوئے اس طرح جمے رہنا جس

طرح زمین پر پہاڑ جما رہتا ہے۔ تم اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا کہ تمہیں مسلمان بن کر رہنا ہے۔ مسلمان بن کر جینا ہے اور مسلمان ہی بن کر مرنا ہے۔ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا سچا کلام ہے جو آسمان سے سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔

مسلمان اس کے ایک ایک حرف پر ایمان رکھتا ہے جو شخص قرآن مجید کی کسی ایک بات کا انکار کردے وہ مسلمان نہیں رہ جاتا ہے ساری دنیا اس کو مسلمان کہے۔ لہذا تم کبھی بھی ایسی بات نہ ماننا جو قرآن کے خلاف ہے۔

مشق

گردش: گھومنا، چکر کرنا۔ حرکت: چلنا۔ متحرک: چلنے والا۔ رب العزۃ: عزت والا، یہ اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ نیّر: روشنی والا۔ اعظم: بہت بڑا۔ نیّر اعظم: بہت بڑا روشنی والا۔ اس سے مراد سورج ہے۔

سوالات

(۱) دن رات کیسے بنتے ہیں؟

(۲) جو شخص قرآن مجید کی کسی ایک بات کا انکار کردے کیا وہ مسلمان رہ جاتا ہے؟

(۳) جس وقت امریکہ میں دن ہوگا اس وقت ہمارے ملک میں دن ہوگیا یا نہیں؟

☆ نعت شریف ☆

پیارے بچو! حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ ایران کے ایک بہت مشہور عالم گزرے ہیں۔ گلستان اور بوستاں آپ ہی کی لکھی ہوئی کتابیں ہیں ذیل میں آپ کی ایک فارسی نعت شریف نقل کی جاتی ہے۔ تمہارے سمجھنے کے لئے بعد میں اس کا ترجمہ بھی لکھا جائے گا۔

۱- جاں فدائے تو یارسول اللہ ﷺ	دل گدائے تو یارسول اللہ ﷺ
۲- ارحم الراحمین نہ بخشاید	بے رضا تو یا رسول اللہ ﷺ
۳- گر بیا بم بجائے سرمہ کشم	خاک پائے تو یارسول اللہ ﷺ
۴- کاش ہر موئے من زباں بودے	در ثنائے تو یا رسول اللہ ﷺ
۵- سر نہادہ ست بر درت سعدی	بینوائے تو یا رسول اللہ ﷺ

سوالات

۱- اے اللہ کے رسول: آپ پر (میری) جان قربان اور نچھاور ہے۔ اے اللہ کے رسول: (میرا) دل آپ (کے در) کا بھکاری ہے منگتا ہے۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیك و سلم)

۲- اللہ تعالیٰ جو تمام رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم والا ہے اور بغیر آپ کی خوشی کے (کسی کو) نہیں بخشے گا اے اللہ کے رسول! (صلی اللہ تعالیٰ علیك و سلم)

۳- یارسول اللہ اگر میں حضور کے قدم کی دھول پاؤں تو سرمہ کے بجائے اس کو آنکھوں میں لگاؤں گا۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیك و سلم)

۴- کاش یارسول اللہ! میرا ہر رونگٹا آپ کی تعریف کرنے کے لئے زبان بن جاتا۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیك و سلم)

۵- یارسول اللہ! سعدی جو آپ کا محتاج ہے اس نے آپ کی چوکھٹ پر سر رکھ دیا ہے (اس پر کرم فرمائیں) (صلی اللہ تعالیٰ علیك و سلم)

حقوقِ الٰہی

یہ بات بالکل واضح ہے کہ ہر غلام کے اوپر اس کے مالک کے کچھ حقوق ہوا کرتے ہیں جن کو پہچاننا اور ان کو ادا کرنا غلاموں پر فرض ہے اور پھر جس مالک کا احسان زیادہ ہوتا ہے تو اس کا حق بھی زیادہ رہا کرتا ہے، بچو! کیا تمہیں معلوم ہے کہ ہمارا تمہارا اور سب کا اصل مالک کون ہے؟ سنو! ہم سب کا خالق اور مالک اللہ تعالیٰ ہے اور ہم سب اس کے بندے ہیں۔ اس نے ہمیں پیدا کیا، زندگی دی۔ لاکھوں نعمتیں بخشیں ہم پر بے حساب احسانات کئے اس لئے ہمارے ذمہ اس کے بے شمار حقوق ثابت ہیں۔ بندہ ہونے کی حیثیت سے ہمارا فرض ہے کہ ہم اس کے حقوق کو پہچانیں مانیں اور انہیں ادا کرنے کی کوشش کریں۔ اب ذیل میں چند حقوق الٰہی بیان کئے جاتے ہیں۔

ہم سب کے اوپر اللہ تعالیٰ کا پہلا حق یہ ہے کہ ہم اس کو سارے جہاں کا تنہا خدا مانیں اور صرف اسی کو عبادت کے لائق جانیں۔ اللہ تعالیٰ کا دوسرا حق ہے کہ ہم لوگ قرآن مجید کو اس کا سچا کلام اور سرکار مصطفیٰ ﷺ کو اس کا آخری رسول مانیں نیز اسلام کو اس کا پیارا دین تسلیم کریں۔ اسلام کے سوا کسی دین سے واسطہ نہ رکھیں۔

اللہ تعالیٰ کا تیسرا حق یہ ہے کہ ہم اس کے بنائے ہوئے حاکم پیارے مصطفیٰ ﷺ کو اپنا آقا و مولیٰ مانیں ہم سرکار مصطفیٰ ﷺ کی

تعظیم کریں۔ سرکار کے نام اور کلام کا ادب کریں اور جو لوگ سرکار
مصطفیٰ ﷺ کو یا کسی اور نبی کو اپنے جیسا بشر اور بھائی کہتے ہیں انہیں
شیطان سمجھیں اور ان سے دور بھاگیں۔

اللہ تعالیٰ کا چوتھا حق یہ ہے کہ ہم اسے راضی کرنے کے لئے اس
کی بندگی کریں اس طرح کہ ہم روزانہ پانچ وقت کی نماز پڑھیں۔
رمضان شریف کے مہینے کا روزہ رکھیں اپنے مال میں سے ہر سال زکوٰۃ
ادا کریں۔ عیدالاضحیٰ کے دن جانور کی قربانی کریں ہر فصل کے موقع
پر پیداوار اور پھل میں عشر نکال کر محتاج لوگوں کو دیں۔ زندگی میں
ایک بار مکہ شریف پہونچ کر حج کریں۔

اللہ تعالیٰ کا پانچواں حق یہ ہے کہ ہم اس کو سب سے بڑھ کر اپنا
مہربان مالک جانیں اور اس کے احسانوں کو ہمیشہ یاد رکھیں۔ دکھ، سکھ،
رنج، ومصیبت کسی بھی حال میں ہم اس کی ناشکری نہ کریں۔ زبان کو
اس کی شکایت میں بھی نہ ہلنے دیں۔ اس کے بارے میں زبان کو ہمیشہ
سنبھال کر رکھیں۔ بعض لوگ جب زیادہ بارش کے سبب اپنی کھیتی یا
مکان کا نقصان دیکھتے ہیں تو ایسے موقع پر اللہ رب العزت کی شکایت
کرتے ہیں اور اس کی شان میں گستاخانہ لفظ بول جاتے ہیں۔ اس قسم
کے لوگ نہایت کمینے احسان فراموش اور جاہل ہیں۔

اللہ تعالیٰ جل جلالہ مالک ہے ہم سب اس کے بندے ہیں۔
بندوں کو چاہئے کہ جب ان پر کوئی مصیبت آپڑے تو اللہ تعالیٰ کی
شکایت نہ کریں۔ اس کی شان میں بے ادبی کا کلمہ نہ بولیں بلکہ اس کی

بارگاہ میں روئیں، گڑگڑائیں۔ اپنے گناہوں کی معافی مانگیں اور
مصیبت ٹلنے کی دعا کریں۔

اللہ تعالیٰ کا چھٹا حق یہ ہے کہ اس کے جتنے خاص نام ہیں وہ صرف
اسی کے لئے بولے جائیں۔ کسی انسان کے حق میں ہرگز استعمال نہ کئے
جائیں مثلاً رَحْمٰن، رَزَّاق، قُدُّوس، قَیُّوم، بَارِی، سَتَّار، غَفَّار،
جَبَّار، وَهَّاب، صَمَد، رَبّ، خَالِق، یہ سب خاص اللہ تعالیٰ کے نام ہیں۔
ان میں کوئی نام انسان کے لئے رکھا نہیں جاسکتا اور نہ اس نام سے کسی آدمی
کو پکارا جاسکتا ہے۔ ہاں اگر ناموں کے شروع میں عبد کا لفظ جوڑ کر انسان کے حق
میں بولا جائے تو بالکل درست ہے مثلاً عبدالرحمن، عبدالرزاق، عبدالباری،
عبدالقدوس، عبدالقیوم، عبدالستار، عبدالرب، عبدالخالق، عبدالرزاق،
عبدالغفار، عبدالوھاب، عبدالصمد، یہ سب نام انسانوں کے لئے
رکھنا، ان ناموں سے ان کو بلانا، پکارنا، بے کھٹک جائز ہے۔

پیارے بچو! جس مسلمان کا نام عبدالرحمٰن ہوتا ہے لوگ اس کو
رحمٰن کہہ کر یاد کرتے اور پکارتے ہیں۔ یوں ہی جس کا نام عبدالخالق
ہوتا ہے اس کو خالق کہتے ہیں۔ اسی طرح اور ناموں سے عبد کا لفظ ہٹا
کر بولتے ہیں۔ ایسا کرنا حرام اور سخت حرام ہے اور اللہ تعالیٰ کی حق تلفی
ہے لہذا تمہیں تاکید کی جاتی ہے کہ اوپر اللہ تعالیٰ کے جتنے نام لکھے گئے
ہیں ان میں کوئی نام کسی انسان کے حق میں کبھی استعمال نہ کرنا۔

اللہ تعالیٰ کا ساتواں حق یہ ہے کہ ہم لوگ اس کو ہمیشہ انہیں ناموں سے یاد
کریں جن کو اسلامی شریعت نے بتایا ہے۔ مثلاً رحمٰن، رحیم، خالق،

مالک، رب العزۃ، رب العلمین، خدائے پاک، خداوند قدوس وغیرہ اور
ہم اس کے حق میں وہ نام ہرگز استعمال نہ کریں جس کی اجازت شریعت
نے ہمیں نہیں دی مثلاً گارڈ، پربھو، رام، بھگوان، پرماتما، ایشور وغیرہ
نام اللہ تعالیٰ کیلئے نہیں بولے جاسکتے۔ [۱]

عزیز نونہالو! بعض مسلمانوں کی عادت پڑگئی ہے کہ وہ اللہ میاں کا
لفظ بولتے ہیں لیکن چونکہ میاں کا لفظ اللہ تعالیٰ کی بلند شان کے خلاف
ہے اس لئے تم لوگ اللہ میاں کہنے کے بجائے ہمیشہ اللہ تعالیٰ یا اللہ
پاک بولنا۔ اس زمانہ میں بہت سے گنوار، مولوی اور پیر اللہ میاں
بولتے ہیں اور اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں مگر تم لوگ ان گنواروں کے
لکھنے اور بولنے سے دھوکا مت کھانا اور اللہ تعالیٰ کے حق میں میاں کا
لفظ بولنے سے ہمیشہ بچتے رہنا۔

اللہ تعالیٰ کا آٹھواں حق یہ ہے کہ وہ چونکہ بے انتہا عظمت والا
شہنشاہ ہے اس لئے اس کے بارے میں ہمیشہ وہی کلمات والفاظ استعمال
کئے جائیں جو اس کی اونچی شان کے لائق ہیں اور جو الفاظ اس کی شان
سے گرے ہیں ان کو بولنا ہرگز ہرگز جائز نہیں۔

پیارے بچو! ایسے بہت سے کلمات والفاظ ہیں جو اگرچہ خود صاف
ستھرے ہیں پھوہڑ اور بھونڈے نہیں لیکن اس کے باوجود ان کو اللہ
تعالیٰ کے حق میں نہیں بولا جاسکتا۔ کیوں؟ محض اس لئے کہ وہ الفاظ
اللہ تعالیٰ کی بلند شان کے مناسب نہیں۔ مثلاً عقل، سمجھ، سوچ، غصہ،

[۱] تفسیر خزائن العرفان پ: ۹، سورۂ اعراف، ص: ۲۵۲

خیال یہ سب ایسے الفاظ ہیں جن کا استعمال اللہ تعالیٰ کے حق میں جائز
نہیں۔ ہم ذیل میں نمونہ کے طور پر چند جملے دیتے ہیں جو شان الٰہی
کے خلاف ہیں اور جن کے بولنے سے پرہیز کرنا مسلمانوں پر فرض ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ عقل مند ہے (۲) اللہ تعالیٰ سمجھتا ہے (۳) اللہ
تعالیٰ نے سوچا (۴) اللہ تعالیٰ کے غصہ سے ڈرو (۵) اللہ تعالیٰ کو اپنے
نیک بندوں کا بڑا خیال رہتا ہے۔

عزیز نونہالو! اب تمہیں اس بات کی گہری سوچ ہوگی کہ مذکورہ
بالا غلط جملوں کے بجائے صحیح جملے کیا ہوں گے؟ تو ہم ذیل میں تمہاری
آسانی کی خاطر ہر غلط جملے کے جواب میں صحیح جملے لکھ دیتے ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ حکمت والا یا اللہ تعالیٰ حکیم [۱] ہے (۲) اللہ تعالیٰ
جانتا ہے (۳) اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا (۴) اللہ تعالیٰ کے غضب سے
ڈرو (۵) اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں پر مہربان ہے۔

اللہ تعالیٰ کا نواں حق یہ ہے کہ ہم ان باتوں سے دور رہیں جن سے وہ
ناراض ہوتا ہے۔ مثلاً ہم جھوٹ نہ بولیں۔ پرایا مال نہ چرائیں۔ کسی کی چغلی
نہ کھائیں۔ جھوٹی گواہی نہ دیں۔ گانا بجانا نہ سنیں۔ ناچ، سنیما، تھیٹر نہ دیکھیں۔
ماں باپ کی بے ادبی نہ کریں۔ کافروں کے پوجاپاٹ والے میلے میں نہ جائیں۔
لوگوں سے گالی گلوچ نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ کا دسواں حق یہ ہے کہ صرف
اللہ تعالیٰ ہی کی رضا کے لئے اس کے دوستوں سے محبت کریں اور اللہ
تعالیٰ ہی کی رضا کے لئے اس کے دشمنوں سے عداوت ونفرت رکھیں۔

مشق

حقوق الٰهی: اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے بندوں پر ذمہ داریاں، بالترتیب: ترتیب کے ساتھ، کلمہ: لفظ۔ کلمات اس کی جمع ہے۔ عشر: دسواں اور بیسواں۔ رضا: خوشی۔ پرایا مال: دوسرے کا مال۔

سوالات

(۱) اللہ تعالیٰ کا ساتواں حق بیان کرو۔
(۲) جس کا نام عبدالرحمٰن ہے اس کو رحمٰن کہنا کیسا ہے ؟
(۳) جو شخص سرکار مصطفیٰ ﷺ کی شان گرائے اور سرکار کو بھائی بنائے اس سے ہمارا کیا برتاؤ ہونا چاہئے۔

حضرت اورنگ زیب

عالمگیر غازی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت عالمگیر علیہ الرحمۃ ۱۵/ ذی قعدہ ۱۰۲۷ ہجری مطابق ۳/ نومبر ۱۶۱۸ عیسوی کو اتوار کے دن ملکۂ ارجمند بانو ممتاز محل بیگم کے بطن سے قصبۂ دوحد (صوبہ گجرات) میں پیدا ہوئے۔ آپ کا نسب یہ ہے کہ حضرت اورنگ زیب عالمگیر بن شہاب الدین شاہجہاں بن نورالدین جہانگیر بن اکبر بن نصیر الدین ہمایوں بن ظہیر الدین بابر۔

حضرت عالمگیر نے اپنے زمانے کے بڑے بڑے علماء سے تعلیم حاصل کی عربی

فارسی اور ہندی کے بہترین عالم ہوئے۔ ترکی زبان سے بھی واقف تھے۔ حضرت مولانا احمد جیون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو ہندوستان کے مشہور جید عالم گزرے ہیں حضرت عالمگیر نے ان کی شاگردی کا بھی شرف حاصل کیا ہے۔ مغل بادشاہوں میں جس نے سب سے پہلے حافظ قرآن ہونے کی عزت پائی وہ حضرت عالمگیر ہیں۔ مذہبی تعلیم سے آراستہ ہونے کے ساتھ آپ نے فوجی تعلیم میں بھی مہارت پیدا کی۔ جنگی داؤں پیچ میں آپ ایک بہترین فوجی سپہ سالار تھے۔ ہمت و بہادری کا عالم یہ تھا کہ چودہ برس کی عمر میں ایک مست ہاتھی سے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

بچپن ہی میں آپ روزہ نماز وغیرہ احکام شرع کے سخت پابند تھے۔ شہزادگی کے زمانے میں شاہجہاں بادشاہ نے آپ کو مغل فوج کا سپہ سالار بنا کر بلخ کی مہم سر کرنے بھیجا۔ جب آپ لشکر لے کر بلخ پہنچے تو مقابلہ پر عبدالعزیز خان سپہ سالار اپنا بلخی لشکر لے کر آیا اور طرفین میں لڑائی ہونے لگی۔ ۲۴/ ربیع الآخر ۱۰۵۶ھ مطابق ۹ جون ۱۶۴۶ عیسوی کو سنیچر کے دن مغل فوج اور بلخی لشکر کے درمیان گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی کہ نماز ظہر کا وقت آگیا۔ حضرت شاہزادہ اورنگ زیب عین میدان جنگ میں اپنے گھوڑے پر سے اتر پڑے اور نماز شروع کر دی یہ دیکھ کر اغل بغل کے سپاہی بھی نماز میں شریک ہو گئے۔ آپ نے توپوں کی چنگھاڑ اور تلواروں کی جھنکار کی پروا کئے بغیر نہایت اطمینان سے فرض، سنت اور نفل ادا کئے۔ آپ کی جرأت و ہمت کا یہ نقشہ دیکھ کر بلخی فوج کا سپہ سالار عبدالعزیز خاں بہت متاثر ہوا اور اپنے جنگی افسروں سے کہنے لگا عالمگیر جیسے شخص سے لڑنا اپنے آپ کو

برباد کرنا ہے پھر وہ صلح کا خواستگار ہوا اور جنگ ختم ہو گئی۔

شاہجہاں مرحوم کے چار شاہزادے تھے داراشکوہ، حضرت اورنگ زیب عالمگیر، محمد شجاع اور مراد بخش ان میں سب سے زیادہ ہوشیار سنجیدہ، بردبار جفاکش، تجربہ کار اور پختہ کردار حضرت عالمگیر تھے۔ ان باتوں کے ساتھ آپ دین کے عالم شریعت کے حامی پاکیزہ چال چلن کے آئینہ دار تھے۔ بھائیوں میں سب سے بڑا دارا تھا لیکن پست ہمت، بزدل، مزاج کا چڑچڑا، عمل کا نکما، سمجھ کا بودا تھا اور پھر مسلمان کہلاتے ہوئے اسلامی شرع کا دشمن، ملحدوں کا ساتھی اور طرفدار تھا۔ برہمنوں اور یوگیوں کی صحبت میں رہ کر اس نے نماز اور روزہ سب چھوڑ دیا تھا۔ اس کی انگوٹھی کے نگینہ پر اللہ کے نام کی جگہ "پربھو" کا لفظ کندہ [1] تھا۔ اس کو اپنے بھائیوں میں سب سے زیادہ چڑھ اور جلن حضرت اورنگ زیب سے تھی چنانچہ شاہجہاں کی علالت کے زمانے میں جب اس نے سلطنت کی باگ ڈور اپنے ہاتھوں میں لے لی تھی تو اس وقت اس نے حضرت عالمگیر کو نیست و نابود کر دینے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل نے حضرت عالمگیر کو ہر موڑ پر کامیابی عطا فرمائی اور دارا شکست پر شکست ہی کھاتا گیا۔

۲۴ر رمضان شریف ۱۰۶۸ھ ہجری مطابق ۲۵ر جون ۱۶۵۸ء کو حضرت عالمگیر نے شہنشاہ ہندوستان کی حیثیت سے زمام سلطنت اپنے ہاتھ میں لی اور تاج پوشی کی رسم ۱۰ر رمضان شریف [2] ۱۰۹۶ھ

[1] ہندوستان کی مذہبی روحانی تاریخ ص: ۱۳۸، مولفہ محمد اکرم مطبوعہ لاہور

[2] ہندوستان مذہبی روحانی تاریخ ص: ۱۳۸

ہجری کو ادا کی گئی۔ بادشاہ ہوتے ہی آپ نے شراب نوشی ممنوع قرار دی۔ بھنگ اور گانجے کی کاشت روک دی جوا بند کر دیا، ناچنے اور گانے کی ممانعت کر دی۔ طوائفوں کو حکم دیا کہ وہ یا تو کسی مرد سے نکاح کر لیں یا ملک چھوڑ دیں۔ پھر ان احکام کی تعمیل کے لئے آپ نے محکمہ احتساب قائم کیا جس کے افسروں کا کام یہ تھا کہ جو شخص ان احکام کی خلاف ورزی کرے اس کو سزا دیں۔

آپ نے اپنے سر پر شہنشاہی تاج اس لئے نہیں پہنا تھا کہ خود عیش و آرام کی زندگی گزاریں۔ سکھ کی نیند سوئیں۔ اپنے ٹھاٹ باٹ کے لئے رعایا پر طرح طرح کے ٹیکس لگائیں۔ بلکہ بادشاہت آپ نے اس لئے قبول کی تھی تاکہ رعایا امن و سکون کی زندگی بسر کرے۔ ناجائز ٹیکسوں کا بوجھ عوام کے سر سے اتار دیا جائے۔ ملک میں عدل و انصاف کا جھنڈا لہرائے۔ طاقت والے کمزوروں پر ظلم نہ کر پائیں۔ مسلمان اسلامی قانون پر عمل کریں چنانچہ آپ نے ساری توجہ رعیت کی خوشحالی پر لگا دی۔ رعایا کے ذمہ سے تقریباً اسّی ٹیکس معاف کر دیئے۔ راستے اور سڑکوں کی حفاظت کا عمدہ انتظام کر کے تجارت کو خوب فروغ دیا۔ آپ نے عدل و انصاف کا ایسا مضبوط شامیانہ تانا جس کے نیچے بھیڑیا بھی ایک دبلی کمزور بکری پر حملہ کرنے کی ہمت نہیں کر سکتا تھا۔ آپ نے ملک میں تعلیم کو خوب ترقی دی۔ مدرسوں پر زمینیں وقف کیں۔ اساتذہ کے لئے شاہی خزانے سے مشاہرے اور طلبا کے لئے وظائف مقرر کئے۔ فریادیوں دکھیوں اور مظلوموں کے لئے

آپ کاوجود رحمت الٰہی کادریا تھا۔ لیکن ظالموں اور سرکشوں کے حق میں آپ شمشیر برہنہ تھے۔ آپ ہندوستان کے ایک عظیم شہنشاہ تھے۔ شاہی خزانوں کادریا آپ کے قدم کے نیچے سے بہہ رہا تھا اور اس دریا سے سارا ہندستان سیراب ہورہا تھا لیکن دنیا یہ سن کر حیرت کرے گی کہ آپ نے اپنی ذات کے لئے شاہی خزانہ سے ایک پیسہ نہیں لیا[۱]۔ آپ نے ایک بینوا فقیر کی طرح بڑی سادہ زندگی بسر کی۔ ٹوپیوں کے پلے میں بیل بوٹے کاڑھ کر اس کو فروخت کرتے نیز اپنے ہاتھ سے قرآن مجید لکھ کر اس کو ہدیہ کرتے اور ان دونوں کی آمدنی سے اپنا ذاتی خرچ پورا کرتے تھے۔ آپ نے موت کے وقت وصیت کردی تھی کہ چار روپۓ دو آنے جو میں نے ٹوپیاں بنا کر کمائے ہیں وہ میرے کفن پر خرچ ہوں اور تین سو پانچ روپۓ جو میں نے قرآن شریف کی کتابت سے حاصل کئے ہیں وہ غریبوں میں خیرات کردیئے جائیں۔

آپ کے اسی ایک کردار سے ثابت ہو گیا کہ آپ نے ہندوستان کی شہنشاہی کا منصب عیش و آرام اٹھانے یا اپنی عظمت وشان بڑھانے کے لئے قبول نہیں کیا تھا ہاں یہ اور بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو عظمت و جلال آپ کو عطا فرمایا تھا وہ مغل بادشاہوں میں تیمور لنگ سے لے کر بہادر شاہ ظفر تک کسی کو حاصل نہیں۔

آپ کے عہد حکومت میں بے شمار مسجدیں تعمیر ہوئیں اور اسلامی قوانین کو پھولنے اور پھلنے کا موقع ملا عدالتوں میں مفتی اور

---

[۱] ہندوستان کی مذہبی روحانی تاریخ ص: ۱۴۳

قاضی مقرر تھے جنہیں شرع کے مطابق فیصلہ کرنا پڑتا تھا۔ آپ نے قاضیوں کی آسانی کے لئے قانون شرع کی ایک ضخیم کتاب تیار کرائی جس کا نام فتاوٰی عالمگیری ہے۔ آپ نے اس کتاب کی تیاری کے لئے پانچ سو قابل علماء کی ایک جماعت قائم کی اور شاہی خزانے سے ان کا وظیفہ مقرر کیا۔ آٹھ سال کی محنت کے بعد یہ کتاب مرتب ہوئی اور اس کی تیاری میں دولاکھ روپۓ خرچ ہوئے۔ اس کارنامہ کی بدولت آپ کی عظمت کا جھنڈا آج بھی ہندستان سے مصر تک لہرا رہا ہے۔

آپ کے دور حکومت میں مسلمانوں کے ساتھ غیر مسلم رعایا بھی سکھ اور چین کی زندگی گزارتی رہی۔ ملازمت کا دروازہ آپ نے سب کیلئے یکساں کھول رکھا تھا۔ آپ کی حمایت و وفاداری میں جس طرح ایران اور توران کے مسلمان اپنی شمشیروں کے جوہر دکھاتے تھے یوں ہی آپ کے جھنڈے تلے ہندوستان کے ہزاروں راجپوت سپاہی اور افسران بھی آپ کے دشمنوں پر تلواریں چلاتے رہے۔

آپ کی سلطنت کا رقبہ بہت وسیع تھا۔ ہندوستان، افغانستان اور تبت اور تینوں ملکوں کے آپ واحد شہنشاہ تھے۔ آپ نے پچاس سال ایک ماہ پندرہ یوم حکومت کی اور ۸/ذی قعدہ ۱۱۱۸ھ ہجری مطابق ۱۱/فروری ۱۷۰۷ء عیسوی کو جمعہ کے دن احمد نگر (صوبہ دکن) میں انتقال فرمایا اور قصبہ خلد آباد میں جو شہر اورنگ آباد سے بارہ میل کے فاصلہ پر ہے دفن ہوئے۔

مشق

مہارت: مشق۔ کسی کام میں پختگی۔ سنجیدہ: جنچا ہوا، بھاری بھرکم۔ بردبار: برداشت کرنے والا، دوسروں کی زیادتی سہنے والا۔ جفاکش: سختی جھیلنے والا، محنتی۔ پختہ کردار: عمل کا پکا۔ حامی : بچاؤ کرنے والا، طرفدار۔ بلخ: خراسان کا ایک شہر۔ جید: عمدہ ٹھوس۔ مہم سر کرنا: جنگ فتح کرنا، لڑائی کے ذریعہ کسی ملک یا شہر پر قبضہ کرنا۔ زمام سلطنت : حکومت کی ڈوری۔ حکومت کا اختیار۔ وظیفہ (تنخواہ) اس کی جمع وظائف۔ مشاہرہ: تنخواہ، برہنہ: ننگا۔ ننگی۔ کارنامہ: بڑا کام۔ طوائف: پتریا، رنڈی، تاج پوشی: تاج پہننا۔ محکمہ احتساب: دھڑ پکڑ کی کچہری۔ رقبہ: کسی ملک یا شہر کی زمین کا پھیلاؤ۔ کاشت: بوائی۔ کردار : عمل، کام۔ ملازمت: نوکری، سروس۔ کندہ: کھدا ہوا۔ یوگی: جوگی۔ احکام: حکم کی جمع۔

سوالات

(۱) حضرت عالمگیر علیہ الرحمہ کے کتنے بھائی تھے؟

(۲) دارا شکوہ حضرت عالمگیر سے کیوں چڑھتا تھا؟

(۳) حضرت عالمگیر کا وصال کس دن اور کس تاریخ میں ہوا؟

جو بچے نقل لکھنے کی مشق میں پوری کوشش کرتے ہیں ان کا املا زیادہ تر صحیح رہتا ہے۔ ان کے املا میں غلطی کم ہوتی ہے لیکن جو بد شوق لڑکے نقل لکھنے سے جان چراتے ہیں ان کا املا اکثر غلط ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ بڑے ہو کر جب کوئی مضمون لکھتے ہیں تو املا میں غلطی ہونے کی وجہ سے ان کو دوسروں کے سامنے بڑی شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے۔

لڑکوں کو چاہئے کہ وہ برابر لگاتار اپنی کاپیوں میں اپنے سبق کی کتاب سے دیکھ دیکھ کر نقل لکھتے رہا کریں۔ استاد خواہ تاکید کرے یا نہ کرے۔ مگر وہ اس ضروری کام سے غافل نہ رہیں۔ نقل کی مشق کرنے سے بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ بھونڈے بھدے حروف کے بجائے صاف ستھرے حروف بننے لگیں اور مشکل لفظ کا لکھنا بھی صحیح طور پر آجائے گا۔ دیکھو اردو زبان میں مریض کا لفظ ضاد سے لکھا جاتا ہے۔ مرض کے معنی "بیماری" اور مریض کے معنی "بیمار" ہیں۔ اب جو شخص اس لفظ کو یوں لکھے "مریظ" یا "مریذ" تو اس کا اس طرح لکھنا ایک تو بالکل ہی غلط ہوگا دوسرے جب کوئی دوسرا آدمی اس لفظ کو پڑھے گا تو کچھ مطلب نہ سمجھ سکے گا۔

اور سنو! اردو زبان میں بعد کے معنی "پیچھے" ہیں۔ اس لفظ کے بیچ میں عین کا حرف رہے گا۔ اب اگر کوئی شخص اس لفظ کو عین کے

بجائے الف سے لکھ دے تو "باد" ہو جائے گا اور معنی بدل جائے گا۔ کیوں کہ باد کے معنی "ہوا" ہوتے ہیں ان باتوں سے واضح ہو گیا کہ املا کا صحیح ہونا بہت ضروری ہے اس لئے کہ املا غلط ہونے کے سبب کہیں تو لفظ بے معنی ہو جائے گا اور کہیں دوسرا پڑھنے والا آدمی اس لفظ کا کوئی اور معنی سمجھے گا۔ ہم ذیل میں نمونہ کے طور پر چند مشہور الفاظ کے متعلق صحیح اور غلط املا کا نقشہ پیش کرتے ہیں۔ تم لوگ اپنی اپنی کاپیوں میں اس نقشہ کو اپنے ہاتھ سے نقل کر لو تاکہ آئندہ جب ان لفظوں کے لکھنے کا اتفاق پڑے تو صحیح املا لکھ سکو۔

صحیح املا	معنی	غلط املا	صحیح املا	معنی	غلط املا
عمدہ	بہترین	امدہ	درخواست	گزارش	درخاست
خار	کانٹا	خوار	برخاست	نوکری ختم کرنا	برخواست
خرد	چھوٹا	خورد	قرض	ادھار	قرز
تمنا	آرزو	طمنا	لذیذ	مزہ دار	لزیذ
خوردونوش	کھانا پینا	خردونوش	صابون	کپڑا یا منہ دھونے کی چیز	سابون
عادت	لت	آدت	غرض	مقصد	غرز
خوار	ذلیل رسوا	خار	نذر	بھینٹ	نظر
فرصت	مہلت چھٹی	فرست	نظر	نگاہ	نذر
بالکل	پورا۔ سب	بلکل، باالکل	محروم	بے نصیب	مہروم
مگوھت	بناوٹی بات	منگھڑت	استعفاء	نوکری چھوڑ دینے کی درخواست	استیفاء

پیارے بچو! تمہیں دوبارہ تاکید کی جاتی ہے کہ اپنے سبق کی کتاب

سے دیکھ دیکھ کر ہمیشہ نقل لکھتے رہو تاکہ بار بار آنکھ سے دیکھنے اور ہاتھ سے لکھنے کے سبب تمہیں وقت ضرورت یاد آجائے کہ فلاں لفظ کا املا فلاں فلاں حرف سے رہے گا۔

مشق

بدشوق: جس کو چاہت نہ ہو۔ وقت ضرورت: کام کے وقت۔ املا: جس لفظ کے لئے جو حروف مقرر ہیں انہیں حروف سے لفظ کو لکھنا۔ اتفاق پڑے: موقع آئے۔

نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور

جب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پردہ غیب سے نکل کر زمین والوں کے سامنے ظاہر ہو، تو پہلے اس نے زمین کی مٹی سے حضرت آدم علیہ السلام کا پتلا تیار کیا پھر اس میں روح پھونکی اب حضرت آدم علیہ السلام ایک زندہ انسان بن گئے۔ آپ سے پہلے پورے عالم میں کوئی انسان موجود نہ تھا کائنات میں پہلا "انسان" آپ ہی ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کی مقدس پیشانی میں نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو رکھا اور آپ کی تعظیم نیز نور محمدی کے احترام کے لئے تمام فرشتوں کو حکم دیا کہ تم سب آدم کو سجدہ کرو کل فرشتے ایک ساتھ ہو کر حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ میں گر پڑے۔ وہاں فرشتوں کی جماعت میں ابلیس بھی تھا۔ وہ نور محمدی کی تعظیم اور حضرت آدم کی

تکریم سے جل بھن اٹھا اور سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ناراض ہو کر اسے کافر و ملعون قرار دیا اور فرشتوں کی پاک جماعت سے نکال دیا۔ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ پہلے پہل جس شخص نے تعظیم نبی سے انکار کیا وہ ابلیس تھا لہذا ثابت ہوا کہ آج جو آدمی تعظیم رسول سے بھاگتا ہے وہ ضرور شیطان کی اولاد ہے۔

حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے رہنے کے لئے جنت عطا فرمائی لیکن چونکہ آپ تنہا تھے جنت میں آپ کے علاوہ کوئی دوسرا انسان نہیں تھا۔ اس لئے تنہائی کے باعث آپ کا دل گھبراتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی تنہائی دور کرنے کے لئے آپ کی بائیں پسلی سے حضرت حوا رضی اللہ عنہا کو پیدا فرمایا اور آپ کے ساتھ ان کا نکاح کر کے ان کو آپ کی بیوی قرار دیا۔ پھر جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا آپ دونوں حضرات جنت میں رہے بعدہٗ بحکم الٰہی زمین پر اتارے گئے۔ یہاں پہنچ کر حضرت آدم علیہ السلام کی اولادوں کی پیدائش کا سلسلہ شروع ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کثیر بیٹے اور بیٹیاں عطا فرمائیں۔ یہ سب اولادیں حضرت حوا رضی اللہ عنہا کے شکم مقدس سے پیدا ہوئیں۔ جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے زمین پر اترے تو آپ کے ساتھ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لایا پھر جس وقت آپ کے صاحبزادے حضرت شیث علیہ السلام پیدا ہوئے تو نور محمدی ان کی پیشانی میں جلوہ گر ہوا پھر وہ نور حضرت شیث علیہ السلام کی نسل پاک میں ایک دوسرے سے ہوتا ہوا حضرت نوح علیہ السلام کی پیشانی میں جلوہ نما ہوا پھر وہ نور حضرت نوح علیہ السلام کی نسل مقدس میں ایک

دوسرے کو روشن کرتا ہوا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے منتقل ہو کر آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی پیشانی میں چمکا۔

پھر وہ نور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی نسل مقدس میں ایک دوسرے کو جگمگاتا ہوا حضرت عدنان تک پہونچا اور انہیں منور کیا پھر ان کی نسل پاک میں ایک دوسرے کو چمکاتا ہوا حضرت ہاشم سے منتقل ہو کر آپ کے صاحبزادے حضرت عبد المطلب تک پہونچا اور ان کی پیشانی میں دمکتا رہا۔ پھر وہ نور حضرت عبد المطلب سے منتقل ہو کر حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو ملا اور آپ کی پیشانی کو جگمگاتا رہا۔ پھر وہ نور حضرت عبد اللہ سے منتقل ہو کر حضرت طیبہ آمنہ رضی اللہ عنہا کو تفویض ہوا پھر تقریباً نو مہینے کے بعد وہی نور مقدس ۱۲؍ ربیع الاول مطابق [1] ۲۰؍ اپریل ۵۷۱ء دوشنبہ کے دن بحکم الٰہی حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے بطن مقدس سے ایک حسین و جمیل انسان کی صورت میں ہو کر ظاہر ہوا جس کا پیارا نام سیدنا محمد رسول اللہ ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

پیارے بچو! نور محمدی اور سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی دو چیز نہیں بلکہ ایک ہی ذات کے دو نام ہیں۔ جب تک پیارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پردۂ غیب میں رہے اور اس دنیا میں ظاہر نہ ہوئے تھے اس وقت تک کے لئے آپ کی ذات کو نور محمدی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ جب سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے بطن پاک سے پیدا ہو کر اس دنیا میں جلوہ نما ہوئے تو اس وقت سے سرکار کی ذات

[1] نطق الہلال مصنفہ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کو محمد رسول اللہ کے نام سے یاد کیا جانے لگا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

عزیز نونہالو! سرکار مصطفیٰ ﷺ جس طرح ہماری دنیا میں تشریف لانے سے پہلے نور تھے یوں ہی اس دنیا میں تشریف لانے کے بعد بھی نور ہیں فرق یہ ہے کہ پہلے بشر نہ تھے صرف نور تھے اور اب نور ہونے کے ساتھ بشر بھی ہیں اور ہاں بشر ہونے کی وجہ سے سرکار کے نور ہونے میں کچھ فرق نہ آسکا۔ بس ایسا سمجھو کہ جس طرح کسی شیشی میں عطر رکھ دیا گیا ہو اسی طرح اللہ تعالیٰ نے گوشت، پوشت، ہڈی اور خون بناتے ہوئے بشری سانچے میں نور محمدی ﷺ کو رکھ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ یعنی اے لوگو! واقعی تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور آیا۔ دیکھو اللہ تعالیٰ نے سرکار مصطفیٰ ﷺ کو نور کہا۔

دوسری جگہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ اپنے پیارے رسول سے فرماتا ہے قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ یعنی اے پیارے مصطفیٰ تم فرمادو کہ (اے لوگو! خدا نہ ہونے میں) میں تو تم ہی جیسا بشر ہوں۔ قرآن پاک کی ان آیات مقدسہ سے ثابت ہوا کہ سرکار مصطفیٰ ﷺ نور بھی ہیں اور بشر بھی۔ لہٰذا جو شخص سرکار کو نور نہ مانے اور اپنے جیسا بشر بتائے وہ مردود و شیطان ہے۔

مشق

پتلا: ڈھانچہ۔ مورت۔ کائنات: اللہ تعالیٰ کا پیدا کیا ہوا سارا جہان۔ احترام: عزت۔ تکریم: عزت۔ باعث وجہ: سبب۔ کثیر: بہت۔ جلوہ گر ہوا: ظاہر ہوا۔ جلوہ نما

ہوا: ظاہر ہوا۔ جلوہ افروز ہوا: ظاہر ہوا۔ منور: روشن۔ طیبہ: مقدس پاک۔ تفویض: سپرد۔ بشری سانچہ: انسانی شکل۔ پردہ غیب: وہ جگہ جو دنیا والوں کی نگاہ سے اوجھل ہو۔ منتقل ہونا: ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا۔ تعظیم: کسی کو بڑا ماننا۔

سوالات

(۱) ابلیس نے جب تعظیم سے انکار کیا تو اس کا کیا انجام ہوا؟

(۲) جو شخص سرکار مصطفیٰ ﷺ کو نور نہ مانے اور اپنے جیسا بشر بتائے اس کو کیا سمجھا جائے؟

(۳) اللہ تعالیٰ نے رہنے کے لئے جنت عطا کی اس جملہ میں فعل فاعل اور مفعول بتاؤ۔

یورپ کے شمال مغربی حصے میں ایک بہت ہی چھوٹا سا ملک انگلستان ہے جس کو انگریزی زبان میں انگلینڈ کہتے ہیں۔ انگلینڈ کے باشندوں کو انگریز کہا جاتا ہے۔ انگلستان کا دارالسلطنت لندن ہے جو دنیا کے شہروں میں آبادی کے لحاظ سے بہت بڑا شہر ہے جب مسلم بادشاہوں کے زمانے میں ہندوستان کی ترقی اور خوشحالی کا چرچا دنیا میں پھیلا تو یورپ کی بہت سی قوموں نے تجارت کے قصد سے ہندوستان کا رخ کیا۔ چنانچہ سب سے پہلے پرتگال کا سوداگر واسکوڈی گاما اپنا تجارتی جہاز لے کر سنہ ۹۰۴ھ مطابق ۱۴۹۸ء میں ہندستان پہونچا پھر

۱۰۰۹ھ مطابق ۱۶۰۰ء میں ہالینڈ کے سوداگر آئے اور ہندوستان سے تجارت کر کے انہوں نے خوب دولت کمائی جب ان سوداگروں کی کامیاب تجارت کا شہرہ یورپ میں پھیلا تو فرانس، جرمنی، ڈنمارک اور انگلینڈ کے تاجر بھی اپنے اپنے جہاز لے کر ہندوستان کے ساحل پر اترے اور ساحلی شہروں میں منتشر ہو کر تجارت کرنے لگے۔

۱۰۱۷ھ مطابق ۱۶۰۸ء میں جب کہ ہندوستان پر بادشاہ نورالدین جہانگیر کی حکومت تھی۔ انگریز سوداگروں نے بادشاہ جہانگیر سے اجازت لے کر شہر سورت میں اپنی کئی ایک کوٹھیاں تعمیر کرائیں اور وہاں آباد ہو کر تجارتی کاروبار کرتے رہے۔ پھر شہنشاہ شہاب الدین شاہ جہاں کے دور حکومت میں جب ان کی شاہزادی جہاں آرا بیمار پڑی اور بیماری نے خطرناک صورت اختیار کی تو انہوں نے سورت سے انگریز ڈاکٹر باؤٹن کو طلب کیا وہ سورت سے چل کر دربار میں حاضر ہوا اور شاہزادی کا علاج کیا اللہ تعالیٰ کے فضل سے شاہزادی کو صحت ہو گئی۔

شاہ جہاں مرحوم بہت خوش ہوئے۔ ڈاکٹر باؤٹن نے موقع سنہرا دیکھا اور کارکردگی کے انعام میں شاہ جہاں بادشاہ سے ۱۰۴۸ھ مطابق ۱۶۳۸ء میں ایک شاہی فرمان حاصل کیا کہ انگریز صوبۂ بنگال میں بلا محصول دیئے تجارت کر سکتے ہیں۔ اس فرمان شاہی کی بدولت صوبۂ بنگال میں انگریزوں کو اپنا تجارتی کاروبار چمکانے کا خوب موقع ملا۔

جس تجارتی کاروبار میں کئی آدمیوں کا ساجھا ہو اس کو تجارتی کمپنی کہتے ہیں۔ ہندوستان میں انگریز تجارتی کمپنی بنا کر خرید و فروخت کا کام کرتے رہے ۱۱۱۹ھ مطابق ۱۷۰۷ء تک انگریزوں کی دو کمپنی الگ الگ تجارت کرتی رہی پھر بعد میں انہوں نے آپس میں اتفاق کر کے ان دونوں کمپنیوں کو توڑ کر ۱۱۲۰ ہجری مطابق ۱۷۰۸ عیسوی میں ایک کمپنی بنا دیا اور اس کا نام "ایسٹ انڈیا کمپنی" رکھا۔[1] شہنشاہ ہندوستان حضرت اورنگ زیب عالمگیر علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد صرف پانچ سال گزرنے پائے تھے کہ مغل حکومت میں بری طرح گھن لگ گیا اور وہ دن بہ دن کمزور ہوتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ اس کا وسیع رقبہ کئی ٹکڑوں میں بٹ گیا اور ہندوستان کے راجگان نیز نوابوں نے اپنی خود مختار الگ الگ حکومتیں قائم کر لیں۔ یہ افراتفری دیکھ کر انگریزی ساہوکاروں کو بھی ہندوستان میں انگریزی سلطنت قائم کرنے کا حوصلہ پیدا ہوا چنانچہ ان کی ایسٹ انڈیا کمپنی نے اپنے ملازمین اور نوکروں کو جنگی تعلیم دلوائی اور بہت سے نئے سپاہیوں کو کمپنی کی فوج میں بھرتی کیا۔ اس طرح انہوں نے لڑنے بھڑنے کے لئے ایک لشکر تیار کر کے ہندستان کی سلطنت میں دخل دینا شروع کر دیا۔ ۱۱۷۰ھ مطابق ۱۷۵۷ء میں انگریزوں نے بنگال کے نواب سراج الدولہ پر جھوٹا الزام لگا کر اس کے خلاف اعلان جنگ کر دیا نواب سراج الدولہ نے مقابلہ کی تیاری کی جب پلاسی کے میدان میں انگریزی فوج اور نواب

[1] ہندوستان کی تواریخی اٹلس ص :۲۶

کے لشکر کا اجتماع ہوا تو انگریزوں نے اپنی فوجی طاقت کو کمزور سمجھ کو نواب کے وزیر جعفر کو پھوڑ لیا اور اس کو لالچ دے کر اپنا طرفدار بنایا۔ ۶ / شوال ۱۱۷۰ھ مطابق ۲۴ / جون ۱۷۵۷ء کو جنگ شروع ہوئی لیکن جعفر کے فریب اور مکّاری کے باعث نواب ہار گیا اور انگریزوں کی فتح ہوئی۔ اس فتح سے انگریزوں کا حوصلہ بڑھا اور وہ پورے بنگال پر سیاسی حیثیت سے چھا گئے۔

۱۱۷۹ھ مطابق ۱۷۶۵ء میں انگریزوں نے مغل حکومت کے برائے نام بادشاہ "شاہ عالم" سے الہ آباد، بنگال، بہار، اڑیسہ کے متعلق ایک فرمان حاصل کیا۔ جس سے ان صوبوں کی سلطنت "ایسٹ انڈیا کمپنی" کے حوالہ ہوگئی۔ اب ہندوستان میں انگریزوں کی بھی باقاعدہ حکومت قائم ہوگئی۔ اس کے بعد سے دہلی کے مغل بادشاہ صرف نام کے بادشاہ ہوتے رہے انگریزوں نے انہیں پنشن دے کر حکمرانی کے اختیارات ان سے چھین لئے تھے۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کی حکومت قائم ہونے کے بعد انگریزوں نے ہندوستان کے راجگان اور نوابوں کو آپس میں خوب ٹکرایا اس طرح ان کا زور توڑ کر اپنا راج وسیع کرتے گئے یہاں تک کہ ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۸۵۶ء میں وہ پورے ہندوستان کے حکمراں بن گئے۔

مشق

ساحل: دریا اور سمندر کے کنارے کی زمین۔ منتشر ہوکر: پھیل کر۔ افراتفری: گڑبڑ، بدانتظامی۔ سیاست: ملک کا انتظام، حکومت، سلطنت۔ سیاسی حیثیت سے: حکمرانی کے اعتبار سے۔ اتفاق: میل۔

سوالات

(۱) سب سے پہلے کون تاجر یورپ سے ہندوستان آیا؟
(۲) ایسٹ انڈیا کمپنی کو کن لوگوں نے قائم کیا؟
(۳) انگریزوں اور نواب سراج الدولہ کے درمیان کس تاریخ اور سنہ میں جنگ شروع ہوئی۔

تذکرۂ میلاد شریف

صبا نے کس کی آمد کی سنائی — مرادِ بلبلِ بیتاب لائی
مچی ہیں شادیاں کیسی گلوں میں — مبارک بادیاں ہیں بلبلوں میں
یہ نرگس کس کا رستہ دیکھتی ہے — یہ سوسن کس کی مدحت کر رہی ہے
کھلے پڑتے ہیں سب غنچے یہ کیا ہے — انہیں کس پھول کا شوقِ لقا ہے
نئی پوشاک بدلی ہے گلوں نے — مچایا شور ہے کیوں بلبلوں نے
نہیں معلوم ہے یہ ماجرا کیا؟ — یہ کیسا حکم ہے رضواں کو آیا؟
بنا دے تو چمن ہر اک چمن کو — نہ ہو جنت سے کچھ نسبت دولہن کو
ملائک کو ہوا حکم خداوند — کہ دروازے جہنم کے ہوں سب بند
قریشی جانور کیوں بولتے ہیں — یہ کس کے وصف میں لب کھولتے ہیں
زمیں کی سمت کیوں مائل ہیں تارے — یہ کس کی دید کے سائل ہیں تارے
یہ بت کس واسطے اوندھے پڑے ہیں — زمیں پر کیوں خجالت سے گرے ہیں

یہ آمد کون سے ذی شان کی ہے
یہ آمد کون سے سلطان کی ہے

اسی حیرت میں تھے اہل تماشا
کہ ناگہہ ہاتف غیبی یہ بولا

وہ اٹھی دیکھ لو گرد سواری
عیاں ہونے لگے انوار باری

نقیبوں کی صدائیں آرہی ہیں
کسی کی جان کو تڑپا رہی ہیں

مؤدب ہاتھ باندھے آگے آگے
چلے آتے ہیں کہتے آگے آگے

فدا جن کے شرف پر سب نبی ہیں
یہی ہیں وہ یہی ہیں وہ یہی ہیں

یہی والی ہیں سارے بیکسوں کے
یہی فریادرس ہیں بے بسوں کے

یہی بندِ الم کو توڑتے ہیں
یہی ٹوٹے دلوں کو جوڑتے ہیں

انہیں کی ذات ہے سب کا سہارا
انہیں کے در سے ہے سب کا گزارا

انہیں سے کرتی ہیں فریاد چڑیاں
انہیں سے چاہتی ہیں داد چڑیاں

کسے شوکت نہیں معلوم ان کی
مچی ہے دوجہاں میں دھوم ان کی

یہی ہیں جو عطا فرمائیں دولت
کریں خود جو کی روٹی پر قناعت

مزین سر پہ ہے تاج شفاعت
عیاں ہے جس سے معراج شفاعت

فزوں رتبہ ہے صبح و شام ان کا
محمد مصطفیٰ ہے نام ان کا

ادھر بھی اک نظر او تاج والے
کوئی کب تک دل مضطر سنبھالے

زمہجوری برآمد جان عالم
تَرَحَّمْ یَا نَبِیَّ اللّٰہ تَرَحَّمْ

نہ آخر رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْنِی
زمحروماں چرا فارغ نشینی

بہت نزدیک آپہونچا وہ پیارا
فدا ہے جان و دل جس پر ہمارا

اٹھیں تعظیم کو یاران محفل
ہوا جلوہ نما وہ جان محفل

مشق

ذی: عربی لفظ ہے جس کا معنی ہے والا۔ مثلاً ذی علم۔ علم والا۔ ذی عزت۔ عزت والا۔ ذی الحجہ حج والا مہینہ۔ ذی شان: شان والا۔ شاندار۔ تذکرہ: ذکر چرچا۔ میلاد: پیدائش۔ میلا شریف: عزت والی پیدائش۔ صبا: پروا ہوا۔ نرگس: ایک پھول کا نام۔ سوسن: آسمانی رنگ کے پھول کا نام۔ مدحت: تعریف۔ لقا: ملنا، ملاقات۔ شوق لقا: ملنے کی چاہت۔ رضوان: جنت کا افسر اعلی۔ مالك: جہنم کا سب سے بڑا افسر۔ حکم خداوندی: خدائے تعالیٰ کا حکم۔ وصف: تعریف۔ دید: دیکھنا۔ سائل: منگتا۔ ہاتف: آواز دینے والا۔ غیبی: جو دیکھنے میں نہ آئے۔ عیاں: ظاہر۔ باری: پیدا کرنے والا، یہ اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ نور: روشنی۔ انوار: روشنیاں۔ نقیب: وہ شاہی ملازم جو بادشاہ کی سواری کے آگے ہٹو، بچو کی آواز دیتا ہوا چلتا ہے۔ بند: بندھن، الم: رنج و غم، مصیبت۔ بند الم: مصیبت کا بندھن۔ فزوں: بڑھا ہوا، زیادہ۔ مضطر: بیقرار۔ والی: مددگار، آقا۔ مزین: سجا ہوا۔ یاران محفل: محفل والے۔ جان محفل: سے مراد سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ داد: انصاف۔

تلفظ

جاننا چاہئے کہ جس طرح لفظ کا صحیح جاننا اور لکھنا ضروری ہے یونہی لفظ کو صحیح پڑھنا اور بولنا بھی لازم ہے۔ ہماری اُردو زبان میں عربی اور فارسی کے بے شمار الفاظ اس طرح گھلے ملے ہیں کہ غیر نہیں معلوم ہوتے لیکن ان میں بعض لفظ ایسے بھی ہیں جنہیں ناواقف حضرات غلط بول جاتے ہیں جس سے پڑھے لکھے لوگوں کے سامنے ان کی سبکی ہوتی ہے۔ دیکھو عربی کا ایک لفظ "حتی الامکان" ہے جو اردو میں بہت جاری ہے بعض لوگ اس لفظ کو حتل امکان پڑھتے اور بولتے ہیں جو نہایت غلط ہے۔

اگلے صفحہ پر ہم ایک نقشہ پیش کرتے ہیں جس میں تمہیں چند مشہور الفاظ کے متعلق غلط اور صحیح تلفظ سے واقفیت ہو جائے گی۔

صحیح تلفظ	معنی	غلط تلفظ	صحیح تلفظ	معنی	غلط تلفظ
تواضع	خاکساری	تَوَاضَعْ	جَہَنَّم	دوزخ	جَہَنُّمْ
بِفَضْلِہٖ تعالیٰ	اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے	بَفَضْلَہ تعالیٰ	اَوْلیائے عِظام	عظمت والے	اولیائے عُظام
بِعَیْنِہٖ	ہو بہو	بَعَیْنَہٗ	قُرَیش	عرب کا ایک قبیلہ	قُرِیْش
مُرِیدِیْن	کسی پیر سے بیعت ہونے والے لوگ	مُرِیدَیْن	عَمرو[1]	آدمی کا نام	عُمْرُو

[1] واو پڑھنے میں نہیں آئے گا۔

مُنکر نکیر	قبر میں سوال کرنیوالے دو فرشتے	مُنکِر نگِیر	مُستقبِل	آنے والا وقت	مُستقبَل
تَوَجُّہ	رخ کرنا	تَوَجُہ	مُصطفیٰ	چنا ہوا	مُصطفٰی
اِطاعت	کسی کے حکم پر عمل کرنا	اَطَاعَت	مُخاطَب	جس سے بات کی جائے	مخَاطِب
اَلفاظ	بولیاں	اِلفَاظ	مُتَرجَم قرآن شریف	ترجمہ کیا ہوا قرآن شریف	مُتَرَجِّم قرآن شریف
اَحکام	کئی فرمان	اِحکام	نبیِ مُرسَل	نبی رسول	نبیّ مُرسِل
اَمراض	بیماریاں	اِمراض	اِختیار	قابو	اختیار
مُؤَذِّن	اذان دینے والا	مُوَذَّن	مُنتخب	چھانٹا ہوا	مُنتخِب
اِفطاری	روزہ کھولنے کا سامان	اَفطَارِی	مُرتَد	دین سے پھرا ہوا	مُرتِد

پیارے بچو! اب ہم تمہیں ایک دوسری اہم بات کی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں۔ تم دھیان لگا کر سنو۔ جن دو لفظوں کو الگ الگ لکھنا چاہئے ان کو آپس میں ایک دوسرے سے ملا کر لکھنا غلط ہے کیوں کہ ایسا بارہا ہوگا کہ دوسرے شخص کو غلط ملاوٹ والے الفاظ کو سمجھنے اور پڑھنے میں دقت پیش آئے گی۔ ہم ذیل میں بیجا ملاوٹ کی وضاحت کے لئے صحیح اور غلط نگارش کا ایک نقشہ پیش کرتے ہیں۔ تم اس کو غور سے دیکھو اور غلط نویسی کی عادت سے اپنے کو محفوظ رکھو۔

صحیح نگارش	غلط نگارش	صحیح نگارش	غلط نگارش
ایک دوسرے کو	ایکدوسریکو	عیب دار	عیبدار
کچھ دے دو	کچھدیدو	جس سے	جسے

صحیح نگارش	غلط نگارش	صحیح نگارش	غلط نگارش
آہ وزاری	آہوزاری	اس قدر	اسقدر
رشتہ دار	رشتیدار	آپ نے	آپنے
اس سے	اسے	ان کے	انکے
زید کہتا ہے کہ	زید کہتاہیکہ	چہل قدمی	چہلقدمی
کوہ طور	کوہطور	اس لئے	اس لئے
جس پر	جسپر	جس قدر	جسقدر

مشق

دقت: رکاوٹ، پریشانی۔ متوجہ: دھیان دینے والا۔ وضاحت: صاف بیان۔ تلفظ: بولنا، بولی۔ نگارش: لکھائی۔ غلط نگاری: غلط لکھنا۔ غلط نویسی: غلط لکھنا۔ منکر: بے پہچانا ہوا شخص۔ نکیر: بے پہچانا ہوا شخص، قبر میں سوال وجواب کے لئے دو فرشتے آتے ہیں انہیں کا نام منکر نکیر ہے۔ تواضع: کسی کی آؤ بھگت کرنا۔ سبکی: ہلکاپن۔

قومی مسلمان

پیارے بچو! ذیل میں قومی مسلمان کے بارے میں غلام غوث اور غلام نبی کا ایک مکالمہ لکھا جارہا ہے دو آدمی جب کسی مضمون پر گفتگو کرتے ہیں تو ایسی گفتگو کو مکالمہ کہا جاتا ہے۔ تم ذیل کے مکالمہ کو غور سے پڑھو اور سمجھنے کی کوشش کرو۔

غلام غوث: السلام علیکم

غلام نبی: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

غلام غوث: بھائی غلام نبی! میرے دل میں بار بار یہ سوال اٹھتا ہے کہ قرآن پاک ایک حدیث ایک تو پھر مسلمانوں کے درمیان اختلاف کیوں؟ کوئی کہتا ہے کہ میلاد شریف کی محفل جائز ہے اور کھڑے ہو کر صلاۃ وسلام پڑھنا مستحب ہے لیکن دوسرا کہتا ہے کہ میلاد شریف کی محفل جائز نہیں اور قیام تعظیمی کرنا نیز صلاۃ وسلام پڑھنا حرام ہے۔

غلام نبی: بیشک اللہ ایک، رسول ایک، کعبہ ایک، قرآن پاک ایک، مگر مسلمان کہلانے والوں کا عقیدہ ایک نہیں۔ ان میں بعض سنّی مسلمان ہیں اور بعض قومی مسلمان اس لئے ان کے درمیان اختلاف ہے اور رہے گا۔

غلام غوث: سنّی مسلمان اور قومی مسلمان کا کیا مطلب؟

غلام نبی: سرکار مصطفیٰ ﷺ کے صحابہ نے دین کے معاملہ میں جو راہ اختیار کی تھی اس راہ کے ماننے والے سنّی مسلمان ہیں اور جو لوگ اپنے کو مسلمان کہلواتے ہوئے سنّیوں کے عقیدہ سے اختلاف رکھتے ہیں انہیں قومی مسلمان کہا جاتا ہے۔

غلام غوث: قومی مسلمان عقیدہ میں ایک ہیں یا آپس میں اختلاف رکھتے ہیں۔

غلام نبی: وہ لوگ عقیدہ میں ایک نہیں۔ ان کے آپس میں بہت اختلاف ہے۔ اسی لئے ان میں بے شمار ٹولیاں اور فرقے ہیں۔

غلام غوث: کچھ فرقوں کے نام سے آگاہ کیجئے۔

غلام نبی: وہابی، نیچری، رافضی، قادیانی، صلح کلی، دہریہ وغیرہ۔

غلام غوث: وہابی کون سا فرقہ ہے؟
غلام نبی: مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی کے ماننے والوں کو وہابی کہتے ہیں۔
غلام غوث: وہابی مذہب کی تعلیم کیا ہے؟
غلام نبی: انبیائے عظام و اولیائے کرام کی شان میں بے ادبی کرنا۔ سرکار مصطفیٰ ﷺ کو اپنا جیسا بشر اور بڑا بھائی قرار دینا۔ سرکار کے علم غیب کا انکار کرنا میلاد شریف کی محفل اور قیام تعظیمی کو حرام بتانا۔ یا رسول اللہ، یا غوث پکارنے کو شرک کہنا۔
غلام غوث: وہابی مذہب کی مشہور کتابیں کیا ہیں؟
غلام نبی: تقویت الایمان، نصیحۃ المسلمین، بہشتی زیور، تعلیم الاسلام، تحذیر الناس، براہین قاطعہ، فتاوی رشیدیہ، وغیرہ۔
غلام غوث: وہابی مذہب کے کچھ مشہور پیشواؤں کے نام بتائیے۔
غلام نبی: ملا رشید احمد گنگوہی، ملا قاسم نانوتوی، ملا خلیل احمد سہارنپوری، ملا اشرف علی تھانوی، مولوی کفایت اللہ دہلوی، مولوی ثناء اللہ امرتسری، مولوی الیاس کاندھلوی، مولوی عبد الشکور کاکوروی لکھنوی، حسین احمد ٹانڈوی۔
غلام غوث: بعض لوگ اپنے کو اہل حدیث بتاتے ہیں اسکا کیا مطلب؟
غلام نبی: وہابیوں کی دو ٹولی ہے ایک چھوٹی اور ایک بڑی۔ بڑی ٹولی کا نام دیوبندی اور چھوٹی ٹولی کا نام غیر مقلد ہے۔ یہی چھوٹی ٹولی کے لوگ اپنے کو اہل حدیث بتاتے ہیں۔
غلام غوث: غیر مقلد اور دیوبندی میں کیا فرق ہے؟

غلام نبی: یہ دونوں جتھے عقیدہ میں تو خالص وہابی ہیں کیوں کہ دونوں ملا اسماعیل دہلوی کو اپنا پیشوا مانتے ہیں اور ان کی کتاب تقویت الایمان پر عقیدہ رکھتے ہیں لیکن عمل میں فرق یہ ہے کہ غیر مقلد وہابی نماز پڑھتے وقت سینے پر ہاتھ باندھتے اور نماز میں زور سے آمین بولتے ہیں۔ رمضان شریف میں تراویح کی نماز صرف آٹھ رکعت پڑھتے ہیں اور رہے دیوبندی لوگ تو وہ نماز پڑھتے وقت ہم سنی مسلمانوں کی طرح ناف کے نیچے ہاتھ باندھتے ہیں اور نماز میں دھیرے سے آمین کہتے ہیں نیز تراویح کی نماز کو بیس رکعت مانتے ہیں۔
غلام غوث: جماعت اسلامی کون سا فرقہ ہے؟
غلام نبی: مولوی اسماعیل دہلوی کے ماننے والوں میں ایک آزاد خیال وہابی مسٹر ابو الاعلی مودودی ہیں جنھوں نے ایک جتھا بنا کر اس کا نام جماعت اسلامی رکھا ہے۔ انگریزی تعلیم یافتہ لوگوں میں کوٹ پتلون والا طبقہ جو اسلامی شریعت اور دینی عقائد سے ناواقف ہے اس کی تعداد مسٹر ابو الاعلی مودودی کے گروہ میں زیادہ ہے۔ یہ گروہ بھی دیوبندیوں اور غیر مقلدوں کی طرح وہابیت میں خوب پکا ہے۔
غلام غوث: تبلیغی جماعت کون سا فرقہ ہے؟
غلام نبی: دیوبندیوں کے پیشوا مولوی الیاس کاندھلوی نے بھولے بھالے عوام سنیوں کو پھانسنے اور ان کو وہابی بنانے کے لئے ایک جماعت بنائی جس کا نام تبلیغی جماعت ہے۔ اس جماعت کے لوگ دس بیس پچاس آدمیوں کی غول بنا کر قصبوں اور دیہاتوں میں پہونچتے

ہیں اور مسجدوں میں اپنا بستر اور سامان پھیلا دیتے ہیں پھر آبادی میں گھر گھر جاکر لوگوں سے کہتے ہیں کہ کلمہ اور نماز کی تبلیغ کے لئے ہماری جماعت آئی ہے آپ لوگ چلئے۔ خدا اور سول کی باتیں سن کر بیچارے سادہ لوح عوام ان کی چکنی چپڑی باتیں سن کر ان کے جال میں پھنس جاتے ہیں اور پھر ان کی نمائشی تبلیغ سے متاثر ہو کر چند دن میں پکے وہابی بن جاتے ہیں۔

غلام غوث: نیچری مذہب کے بارے میں بھی کچھ بتائیں۔

غلام نبی: مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے بانی سر سید احمد خان ایک نہایت ہی نیم چڑھے وہابی گزرے ہیں۔ یہ بہت عرصہ تک آزاد خیال انگریزوں کی صحبت میں رہ کر ان کا رنگ ڈھنگ سیکھتے رہے۔ وہابی تو وہ پہلے ہی سے تھے۔ اب جو آزاد خیال انگریزوں سے ان کا گہرا واسطہ پڑا تو رنگ اور چوکھا ہو گیا۔ پھر ۱۲۸۳ ہجری مطابق ۱۸۶۶ عیسوی میں انگلینڈ گئے اور وہاں اسلام کے دشمنوں سے جو کچھ سیکھا پڑھا اسے دماغ میں لے کر ۱۲۸۷ ہجری مطابق ۱۸۷۰ عیسوی میں ہندوستان واپس آئے اور یہاں پہنچ کر ایک نیا مذہب پھیلایا جس کا نام انہوں نے ٹھیٹ اسلام رکھا تھا اور جس کو ہم لوگ نیچری مذہب کہتے ہیں۔ نیچری مذہب والے جنت و دوزخ، ثواب، عذاب جن اور فرشتہ وغیرہ ان دیکھی چیزوں کا انکار کرتے ہیں۔ حضرات انبیائے کرام کے معجزوں کو نہیں مانتے۔ اسلامی لباس، اسلامی داڑھی، اسلامی شکل و صورت کا مذاق اڑاتے ہیں۔

مشق

اختلاف: پھوٹ، بگاڑ۔ اختلاف رکھنا: کسی عقیدہ کے مقابلہ میں الٹا عقیدہ ماننا۔ گروہ: ٹولی، جماعت، عوام: موٹی سمجھ کے لوگ۔ اختیار کرنا: قبول کرنا، اپنانا۔ سادہ لوح: بھولا بھالا۔ نمائشی: دکھاوے کی (بات) دکھاوے کا کام۔ متاثر ہوکر: نرم دل ہو کر۔ چوکھا: تیز۔ آزاد خیال: جو مذہبی قانون کا پابند نہ ہو۔ معجزہ: نبی کا وہ کام جو لوگوں کی عقل حیران کر دے۔

سوالات

(۱) وہابی کسے کہتے ہیں اور وہابی مذہب کی تعلیم کیا ہے؟
(۲) نیچری مذہب کا بانی کون ہے؟
(۳) غیر مقلد اور دیوبندی میں کیا فرق ہے؟۔

غلام غوث: قادیانی کون لوگ ہیں؟

غلام نبی: صوبۂ پنجاب کے ایک قصبہ قادیان میں مرزا غلام احمد نام کا ایک دجّال پیدا ہوا جس نے ایک طرف اسلامی عقیدوں کا انکار کیا اور دوسری طرف اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کیا اس مرزا کے ماننے والوں کو قادیانی کہتے ہیں۔

غلام غوث: مسلمان تو وہی ہے جو سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو

آخری نبی مانتے ہوئے یہ عقیدہ رکھے کہ سرکار کے بعد اب کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔ تو پھر بڑے تعجب کی بات ہے کہ مرزا نے جب ہمارے سرکار پیارے مصطفیٰ ﷺ کو آخری نبی نہیں مانا تو اپنے کو مسلمان کیوں کہلواتا رہا۔

غلام نبی: مرزا تو ایک بدترین کافر و مرتد تھا لیکن چونکہ بغیر مسلمان کہلائے ہوئے وہ سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ نہ کر سکتا اس لئے خود کو مسلمان کہلواتا رہا۔

غلام غوث: رافضی کون فرقہ ہے؟

غلام نبی: یہ ایک پرانا فرقہ ہے سرکار مصطفیٰ ﷺ کے صحابیوں کا شدید دشمن ہے۔ اس فرقہ کے لوگ حضور اقدس ﷺ کا خلیفہ اور جانشین صرف حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مانتے ہیں باقی تین یار یعنی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور اکرم ﷺ کا خلیفہ اور جانشین نہیں مانتے بلکہ ان حضرات کی شان مقدس میں گالی اور تبرا بکتے ہیں۔

غلام غوث: سرکار حیدر کرار مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت صدیق اکبر، حضرت فاروق اعظم اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو سرکار مصطفیٰ ﷺ کا خلیفہ تسلیم کیا تھا یا نہیں؟

غلام نبی: بیشک سرکار حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان تینوں حضرات کو پیارے مصطفیٰ ﷺ کا خلیفہ تسلیم کیا ان تینوں

خلفا کے ہاتھوں پر بیعت فرمائی۔ ان حضرات کے پیچھے مقتدی بن کر نمازیں پڑھتے رہے۔

غلام غوث: تو پھر رافضی لوگ ان تینوں محترم صحابیوں کی خلافت کو تسلیم کیوں نہیں کرتے؟

غلام نبی: رافضی کہتے ہیں کہ سرکار حیدر کرار رضی اللہ عنہ نے ڈر کی وجہ سے ان تینوں صحابیوں کی خلافت تسلیم کی تھی۔

غلام غوث: معاذ اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ کا شیر اور ڈر کر ناحق بات تسلیم کرلے۔ ایسا ہو نہیں سکتا۔

غلام نبی: بے شک ایسا نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ کا شیر ناحق بات تسلیم کرلے، وہ ہمیشہ وہی بات تسلیم کرے گا جو حق ہے۔ تو جب شیر خدا رضی اللہ عنہ نے حضرت صدیق اکبر، حضرت فاروق اعظم، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں پر بیعت کی تو ثابت ہو گیا کہ ان تینوں حضرات کی خلافت قطعی طور پر حق ہے۔ ہاں جو لوگ سرکار حیدر کرار رضی اللہ عنہ کو اللہ کا شیر نہیں سمجھتے وہ تینوں خلفائے برحق کی خلافت بھی نہیں مانتے۔

غلام غوث: بعض لوگ جو اپنے آپ کو سنی بتاتے ہیں اور چاروں یار کو برحق مانتے ہیں لیکن حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ بولتے ہیں یہ کون لوگ ہیں؟

غلام نبی: جو شخص مسلمان کہلاتے ہوئے سرکار مصطفیٰ ﷺ

کے کسی صحابی کی شان میں گستاخی کرتا ہے وہ سنی نہیں بلکہ رافضی اور مستحق جہنم ہے۔ سرکار مصطفیٰ ﷺ کے ہر صحابی کی عزت کرنا سنی ہونے کے لئے لازم ہے۔

غلام غوث: جو لوگ اپنے کو سنی کہلواتے ہوئے سرکار حیدر کرار مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، یا سرکار امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا سرکار امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں بے ادبی کرتے ہیں یہ کون لوگ ہیں؟

غلام نبی: یہ لوگ خارجی ہیں۔ جہنم کے مستحق ہیں۔ سنی ہرگز نہیں۔

غلام غوث: صلح کلیوں کا عقیدہ کیا ہے؟

غلام نبی: ان کا عقیدہ یہ ہے کہ جتنے فرقے اپنے کو مسلمان کہلواتے ہیں وہ سب حق پر ہیں۔ کسی فرقہ کے آدمی کو برا بھلا نہیں کہنا چاہئے۔

غلام غوث: ان کا یہ عقیدہ کیسا ہے؟

غلام نبی: صریح باطل ہے سرکار مصطفیٰ ﷺ کی حدیث کے خلاف ہے۔ سرکار اقدس فرماتے ہیں کلھم فی النار الا ملة واحدة [1] یعنی ایک فرقہ کے سوا باقی مسلمان کہلانے والے تمام فرقے ناری ہیں جہنمی ہیں۔ دیکھئے حدیث شریف سے ثابت ہے کہ حق پر صرف ایک فرقہ ہے باقی فرقے جہنمی ہیں۔

غلام غوث: کیا کسی کو برا کہنا درست ہے؟

[1] مشکوٰۃ شریف ص: ۳۰

غلام نبی: چور اور ڈاکو کو اچھا کہا جائے گا یا برا؟

غلام غوث: یہ دونوں تو بہت برے ہیں۔ ان کو کون اچھا کہہ سکتا ہے۔

غلام نبی: چور اور ڈاکو کی برائی بیان کرنا اور ان کی صحبت سے لوگوں کو بچانا درست ہے یا نہیں؟

غلام غوث: یہ کام تو بہت ضروری ہے تاکہ لوگ چوکنے رہیں۔

غلام نبی: تو اب سنئے۔ جو لوگ مولوی اور پیر بن کر سرکار مصطفیٰ ﷺ کی شان میں گستاخیاں لکھتے ہیں اور چھپوا کر پھیلاتے ہیں وہ ایمان کے چوٹّے اور دین کے ڈاکو ہیں۔ اسلامی قانون کی رو سے شیطان اور بے دین ہیں ہم غلاموں کا فرض ہے کہ اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کی عزت و عظمت کی حمایت کریں ایسے مولویوں اور پیروں کی بے دینی سے عام مسلمانوں کو آگاہ کریں تاکہ مسلمان چوکنے رہیں اور ان سے اپنا ایمان و عقیدہ بچائے رکھیں۔

غلام غوث: دہریہ کون لوگ ہیں؟

غلام نبی: جس طرح بکری کی کھال پہنے ہوئے سور دیکھنے میں حلال بکری اور حقیقت میں ناپاک سور ہے یوں دہریہ دیکھنے میں مسلمان اور حقیقت میں کافر شیطان ہیں۔

غلام غوث: دہریوں کا عقیدہ کیا ہے؟

غلام نبی: دہریوں کا عقیدہ یہ ہے کہ دین و مذہب کوئی چیز

نہیں۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور قربانی یہ سب بیکار کام ہیں۔ حرام اور
حلال میں کوئی فرق نہیں۔

غلام غوث: جب دہریے سرے سے دین و مذہب کے
مخالف ہیں تو مسلمان کیوں کہے جاتے ہیں؟

غلام نبی: اسلامی شرع ان کو مسلمان نہیں مانتی اس لئے ہم
لوگ بھی ان کو مسلمان نہیں سمجھتے چونکہ وہ مسلمان گھرانے میں پیدا
ہوئے مسلمانوں کی طرح ان کے نام ہوتے ہیں۔ مسلمانوں میں شادی
بیاہ کارشتہ کرتے ہیں اس لئے دنیا انہیں مسلمان کہتی اور سمجھتی ہے۔

غلام غوث: قومی مسلمانوں میں سب سے بڑھ کر خطرناک
فرقہ کون ہے؟

غلام نبی: جس فرقے نے سنّی مسلمانوں کا شیرازہ بکھیر کر
رکھ دیا اور جس سے سنّیت کو شدید نقصان پہونچا اور پہونچ رہا ہے وہ
وہابی فرقہ ہے جو سب سے بڑھ کر خطرناک ہے۔

غلام غوث: ایسا کیوں؟

غلام نبی: وہابی مولوی اپنی وہابیت پر پردہ ڈال کر مسلمانوں کی
محفل میں ذکر میلاد شریف سناتے ہیں کھڑے ہو کر یا نبی سلام علیک
پڑھتے ہیں۔ نیاز والی چیزوں پر فاتحہ دیتے ہیں۔ سنّی بن کر مسجد میں
امامت کرتے ہیں اور مدرسہ میں سنی بچوں کو تعلیم دیتے ہیں۔ قادری
چشتی کہلا کر سادہ لوح سنیوں کو اپنا مرید بناتے ہیں۔ تب یہ مکّار مولوی
پیر دھیرے دھیرے اپنے باطل عقیدوں کی تعلیم دے کر چند دنوں

میں انہیں پکا وہابی بنا دیتے ہیں۔

غلام غوث: اگر وہابی نماز پڑھائے تو اس کے پیچھے نماز
درست ہے یا نہیں؟

غلام نبی: وہابی کے پیچھے نماز پڑھنا حرام ہے اور باطل ہے
وہابی کے پیچھے نماز درست نہیں۔

غلام غوث: بعض جگہ اگر دیوبندیوں کو وہابی کہہ دیا جائے تو
وہ چڑھ جاتے ہیں کہتے ہیں ہم دیوبندی ہیں وہابی نہیں۔

غلام نبی: وہابی عقیدہ کی پہلی اور پرانی کتاب تقویت
الایمان ہے جس کو ملا اسمٰعیل دہلوی نے وہابیت کی تبلیغ کے لئے لکھا
ہے اس کتاب پر تمام دیوبندی ایمان رکھتے ہیں۔ دیوبندیوں کے بہت
بڑے پیشوا ملا رشید احمد گنگوہی نے اپنے فتاویٰ رشیدیہ میں تحریر کیا
ہے کہ اس (تقویت الایمان) کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام اور
موجب ثواب ہے۔[1] اس سے واضح ہو گیا کہ جو دیوبندی اپنے وہابی
ہونے سے انکار کرے وہ نہایت مکار اور جھوٹا ہے۔

غلام غوث: وہابیوں کے بارے میں حکم شرعی کیا ہے؟

غلام نبی: وہابی لوگ سرکار مصطفیٰ ﷺ کی شان میں بے ادبی اور
گستاخی لکھنے کے سبب بے دین ہیں اس لئے شرع کی رو سے ان کو سلام
کرنا، ان سے مصافحہ کرنا، ان کے یہاں شادی بیاہ کا رشتہ قائم کرنا جائز
نہیں۔ ان کا ذبح کیا ہوا جانور مردار ہے جس کا گوشت کھانا جائز نہیں۔

[1] فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص: ۵۰

ان سے میل جول دوستی، محبت کرنا حرام ہے۔ان کے جنازے کی نماز پڑھنا جائز نہیں۔ ان سے اپنا دین و ایمان بچانا فرض ہے اور یہی حکم قادیانی، نیچری، رافضی وغیرہ کے بارے میں بھی ہے۔ خود سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں[۲] اِیَّاکُمْ وَ اِیَّاھُمْ لَایُضِلُّوْنَکُمْ وَلاَ یُفْتِنُوْنَکُمْ اے مسلمانو! تم بد عقیدہ مکاروں سے الگ رہنا ان کو اپنے سے الگ رکھنا کہیں ایسانہ ہو کہ وہ تمہیں حق سے بہکاویں۔مَعَاذَ اللّٰہِ رَبُّ العٰلَمِیْنَ

مشق

صریح: کھلم کھلا۔ خارجی: اہل بیت کا دشمن فرقہ۔ حیدر: شیر۔ کرار: بار بار حملہ کرنے والا۔ حیدرکرار: مراد حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ گرویدہ: شیدا۔ مکار: دھوکہ دینے والا۔ دجال: بہت فریب دینے والا۔ موجب: لازم کرنیوالا۔ مقتدی: امام کے پیچھے کھڑا ہونیوالا۔ مصافحہ: آدمی کا آپس میں ہاتھ ملانا۔ حکم شرعی: شریعت کا فرمان۔ تبرا: بڑوں کو گالی دینا۔

سوالات

(۱) کسی صحابی کی شان میں گستاخی کرنے والا کون ہے؟

(۲) سب سے بڑھ کر خطرناک فرقہ کون ہے؟

(۳) وہابیوں کو بے دین کیوں کہا جاتا ہے؟

[۲] مسلم شریف ص: ۱۰

سرکار فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

پیارے نبی سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آٹھویں پشت میں حضرت "کعب بن لوئی" گزرے ہیں جن کا نام تم تعمیر ادب حصہ سوم میں پڑھ چکے ہو۔ انہیں حضرت کعب کے ایک صاحبزادہ حضرت "مُرَّۃ" ہیں جن کی نسل پاک میں سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اور حضرت کعب ہی کے ایک دوسرے بیٹے کا نام "عَدِیْ" ہے جس کی نسل میں حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے اس لئے آپ کو عدوی کہا جاتا ہے۔اس بیان سے واضح ہوا کہ حضرت کعب بن لوی ہمارے سرکار پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی دادا ہیں اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھی دادا ہیں۔

حضرت سرکار فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سترہ سال کی عمر میں مسلمان ہو کر حضور پر نور سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں داخل ہوئے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد تمام صحابۂ کرام اور اہل بیت عظام میں سب سے اونچا مرتبہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے دن مہاجرین اور انصار نے ۱۲؍ ربیع الاول ۱۱ھ کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نورانی ہاتھوں پر بیعت کی اور آپ کو سرکار

مصطفیٰ ﷺ کا خلیفہ اور جانشیں تسلیم کیا۔ آپ نے دو سال تین ماہ گیارہ دن خلافت کے فرائض شاندار طریقہ پر انجام دیئے اور اسلام کی بنیادیں خوب مضبوط کیں۔

۲۲/ جمادی الآخرہ ۱۳ھ مطابق ۲۳/ اگست ۶۳۴ء کو آپ کا وصال ہوا پھر مہاجرین اور انصار نے حضرت عمر بن خطاب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نورانی ہاتھوں پر بیعت کی اور آپ کو سرکار مصطفیٰ ﷺ کا خلیفہ تسلیم کیا۔ آپ کے عہد خلافت میں ایران، شام، مصر، عراق فتح ہو کر اسلامی سلطنت میں شامل ہوئے۔ آپ نے دس برس چھ ماہ بڑے رعب و داب سے حکومت کی۔ آپ کے عدل وانصاف کا زور دیکھ کر بکری اور شیر ایک گھاٹ سے پانی پیتے تھے۔ آپ عرب وشام، مصر وایران، فلسطین و عراق کے تنہا شہنشاہ تھے۔ دنیا کے خزانے آپ کے مقدس قدموں کے نیچے تھے مگر آپ نے نہایت سادہ زندگی بسر کی۔ آپ کے کرتے اور پاجامے میں پیوند لگے ہوتے تھے لیکن رعب و دبدبہ کا یہ عالم تھا کہ بڑے بڑے شیر دل بہادر آپ کا نام سن کر تھرتھرا اٹھتے تھے۔ ۲۶/ ذی الحجہ ۲۳ھ مطابق ۳/ نومبر ۶۴۴ء کو بدھ کے دن ایک خبیث ایرانی غلام ابولولو کافر نے جب کہ آپ نماز فجر پڑھانے کے لئے کھڑے ہوئے زہر آلود خنجر سے آپ پر وار کیا جس سے آپ شدید طور پر زخمی ہو گئے اور تین دن کے بعد وصال فرمایا۔

سرکار مصطفیٰ ﷺ کے آپ سچے غلام اور جاں نثار صحابی تھے اللہ

تعالیٰ نے سرکار مصطفیٰ ﷺ کی سچی غلامی کے صلہ میں آپ کو بڑے بڑے کمالات سے نوازا تھا۔ آپ کی جلیل الشان کرامتوں میں سے ایک کرامت یہ ہے کہ آپ نے گھر بیٹھے ایک رقعہ لکھ کر ملک مصر کا خشک دریا رواں کر دیا۔

واقعہ یوں ہے کہ آپ نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مصر کا گورنر مقرر کیا۔ ایک دن مصر کے باشندے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر بولے کہ حضور! ہمارے ملک میں پہلے سے یہ رسم چلی آ رہی ہے کہ جس سال دریائے نیل میں باڑھ نہیں آتی اور وہ خشک ہونے لگتا ہے تو ہم لوگ ایک کنواری لڑکی کو بہترین کپڑوں اور عمدہ زیوروں سے سجا کر اسے دریائے نیل کی بھینٹ چڑھاتے ہیں۔ جب وہ لڑکی دریا میں پھینک دی جاتی ہے تو دریا بڑے جوش و خروش سے بہنے لگتا ہے۔ پانی کی خوب بہتات ہوتی ہے پھر اسی پانی سے ہماری کھیتیاں سیراب ہوتی ہیں امسال بھینٹ چڑھانے کا زمانہ قریب آگیا ہے اور اس وقت دریائے نیل خشک ہوتا جارہا ہے اگر اس کو بھینٹ نہ دی گئی تو وہ بالکل خشک ہو جائے گا اور ہم لوگ قحط سالی کی وجہ سے تباہ و برباد ہو جائیں گے۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ پہلے جو کچھ بھی ہوا وہ ہوا لیکن اب یہاں اسلام آگیا ہے۔ اسلام کا مزاج خونی رسم کو کبھی برداشت نہیں کر سکتا۔ مصری لوگ مجبور ہو کر دریائے نیل کو لڑکی کی بھینٹ نہ دے سکے جب انہوں نے دیکھا کہ اب دریائے نیل

میں صرف برائے نام پانی رینگ رہا ہے تو قحط سالی کے خوف سے وہ لوگ اپنے وطن کو چھوڑ کر دوسری جگہ کوچ کرنے کی تیاری کرنے لگے۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے یہ نازک معاملہ دیکھ کر سرکار فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں مدینہ منورہ ایک خط بھیجا جس میں دریائے نیل اور مصریوں کی خونی رسم کا حال تحریر کیا۔

حضرت سرکار فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے نام فرمان بھیجا کہ تم نے اس خونی رسم کو بند کر کے اچھا کیا۔ میں تمہارے اس دریائے نیل کے نام ایک پرچہ بھیج رہا ہوں تم اس پرچہ کو دریائے نیل میں ڈال دو۔ پرچہ کا مضمون یہ تھا۔

مِنْ عَبْدِاللّٰہِ عُمَرَ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِلٰی نِیْلِ مِصْرَ۔ اَمَّا بَعْدُ فَاِنْ کُنْتَ یَجْرِیْ مِنْ قِبَلِكَ فَلَا تَجْرِ وَ اِنْ کَانَ اللّٰہُ یُجْرِیْكَ فَاَسْئَلُ اللّٰہَ الْوَاحِدَ الْقَهَّارَ اَنْ یُّجْرِیَكَ۔ اللہ تعالیٰ کے بندے مسلمانوں کے حاکم عمر کی طرف سے دریائے نیل کے نام یہ خط ہے۔ اے دریا اگر تو اپنے آپ سے جاری رہتا ہے تو نہ جاری ہو اور اگر تجھے اللہ جاری رکھتا ہے تو میں اللہ تعالیٰ سے، جو اکیلا زبردست ہے درخواست کرتا ہوں کہ تجھے جاری کردے۔

سرکار فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کے مطابق حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کا خط دریائے نیل میں ڈال دیا۔ دنیا حیرت میں تھی کہ کاغذ کے اس پرچہ سے خشک دریا کیسے رواں ہو سکتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کا کرم کہ پرچہ پڑنے کے بعد

دریائے نیل کے بہاؤ میں تیزی پیدا ہوتی گئی یہاں تک کہ رات گزر کر صبح ہوتے ہوتے اس میں سولہ گز پانی بڑھ گیا اور دریا موجیں مار کر بہنے لگا۔ نیز لڑکی کی بھینٹ دینے کی خونی رسم ہمیشہ کے لئے مٹ گئی۔

مشق

صلہ: بدلہ، انعام۔ کرامت: اللہ تعالیٰ کے ولی کا کام جس کو دیکھ کر نظر حیران رہے۔ قحط: کال۔ قحط سالی: قحط کا سال۔ رقعہ: پرچہ۔ زہر آلود خنجر: زہر میں بجھایا ہوا خنجر۔ فعل معروف: وہ فعل ہے جس کے فاعل کا ذکر کیا جائے۔ جیسے پڑھا اس نے۔ لکھتا ہے زید۔ ان مثالوں سے پڑھا۔ لکھتا ہے فعل معروف ہے۔ فعل مجھول: وہ فعل ہے جس کے فاعل کا ذکر نہ کیا جائے جیسے پڑھا گیا۔ لکھا جاتا ہے۔ نائب فاعل: وہ اسم ہے جو فعل مجھول کے ساتھ فاعل کی جگہ لایا جائے۔ جیسے خط پڑھا گیا۔ روٹی کھائی گئی۔ روپیہ دیا جاتا ہے۔ ان مثالوں میں خط روٹی روپیہ نائب فاعل ہے۔

سوالات

(۱) دریائے نیل کا واقعہ بیان کرو؟

(۲) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال کب ہوا؟

(۳) جب وہ لڑکی دریا میں پھینک دی جاتی ہے اس جملہ میں فعل مجھول اور نائب فاعل متعین کرو۔

برٹش گورنمنٹ

یہ تمہیں بتایا جاچکا ہے کہ انگریزوں کا اصلی ملک انگلینڈ ہے۔ انگلینڈ میں زمانۂ قدیم سے بادشاہی چلی آرہی ہے۔ وہاں کی حکومت کا نام برطانوی حکومت ہے جسے انگریزی زبان میں برٹش گورنمنٹ کہتے ہیں جب انگریز ساہوکار اپنے وطن انگلینڈ سے ہندستان آئے تو یہاں انہوں نے تجارتی کاروبار کا سلسلہ قائم کیا اور اس میں خوب ترقی کی پھر بعد میں انہوں نے مغل بادشاہوں کی بے بسی اور کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایسٹ انڈیا کمپنی کے نام سے اپنی انگریز حکومت قائم کرلی۔

انگلینڈ کی حکومت برطانیہ نے اگرچہ ایسٹ انڈیا کمپنی کی اس نئی حکومت کو جائز قرار دیا تھا اور ہندوستان کا انتظام درست رکھنے کے لئے کمپنی کے نام ہدایت و فرمان بھی بھیجتی رہی لیکن خود اس نے ہندوستان کی انگریزی حکومت کے اختیارات اپنے ہاتھ میں نہیں لئے بلکہ کمپنی ہی کے ہاتھ میں رہنے دیا۔ جس کے باعث کمپنی کے کرتا دھرتا اور حکام آزاد بن کر ہندوستان میں اپنی من مانی حکومت کرتے رہے۔ چونکہ کمپنی کے دور حکومت میں انگریز افسران ہندوستانیوں سے نوکروں اور غلاموں جیسا برتاؤ کرتے تھے۔ ہندوستانیوں کو ذلیل

نگاہ سے دیکھتے تھے۔ ان پر طرح طرح کا ظلم کرتے تھے اس لئے عام ہندوستانیوں کا دل کمپنی راج سے پک گیا تھا جس کے نتیجے میں سب سے پہلے میرٹھ چھاؤنی میں ہندوستانی فوج نے ۱۵ر رمضان شریف ۱۲۷۳ھ مطابق ۱۰ر مئی ۱۸۵۷ء کو اتوار کے دن ایسٹ انڈیا حکومت کے خلاف بغاوت کا اعلان کیا اور انگریز فوجی افسروں کو قتل کیا۔ پھر باغی فوج میرٹھ سے راتوں رات چل کر صبح سویرے ۱۷ر رمضان شریف ۱۲۷۳ھ مطابق ۱۱ر مئی ۱۹۵۷ء کو دہلی پہونچی اور انگریز حکمرانوں کو موت کے گھاٹ اتار کر سراج الدین بہادر شاہ ظفر کی بادشاہت اور حکومت کا اعلان کیا۔ میرٹھ اور دہلی کی طرح یوپی کے دوسرے اضلاع بریلی، کانپور، جھانسی، لکھنؤ، گورکھپور، اعظم گڑھ وغیرہ میں بھی بغاوت کی آگ پھیل گئی۔ جگہ جگہ انگریز حکام وافسران مار ڈالے گئے۔ کئی ایک ضلع سے کمپنی کا راج ختم ہوگیا۔ اس موقع پر سنی مسلمانوں کے بڑے بڑے علماء مثلاً حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی، حضرت مفتی صدر الدین دہلوی، مولانا فیض احمد بدایونی وغیرہ نے دہلی سے اسلامی فتویٰ جاری کیا کہ انگریزوں کے خلاف مسلمانوں پر جہاد کرنا فرض ہے۔ اس فتویٰ سے مسلمانوں میں بڑا جوش پیدا ہوا۔ چنانچہ جب ۱۶ر محرم ۱۲۷۴ھ مطابق ۶ر ستمبر ۱۸۵۷ء کو انگریزوں نے پنجاب کی سکھ اور نیپال کی گورکھا فوج کی مدد سے دہلی پر حملہ کیا تو عام مسلمانوں نے بھی باغی فوج کے ساتھ انگریزوں کا مقابلہ کیا لیکن چونکہ بہادر شاہ

ظفر کے سمدھی مرزا الٰہی بخش اور شاہی طبیب حکیم احسن اللہ خاں کو انگریزوں نے دولت اور کرسی کا لالچ دے کر توڑ لیا تھا یہ دونوں مسلمانوں کی خفیہ کارروائیوں سے انگریزوں کو آگاہ کردیا کرتے تھے۔ اس لئے دہلی کے مسلمان روز بروز پسپا ہوتے گئے یہاں تک کہ ۲۹ محرم ۱۲۷۴ھ مطابق ۲۹/ ستمبر ۱۸۵۷ء کو انگریزوں نے شہر دہلی اور لال قلعہ پر قبضہ کرلیا پھر رفتہ رفتہ یوپی کے دوسرے اضلاع میں بھی انہوں نے بغاوت کی آگ بجھا کر کامیابی حاصل کرلی اور اپنا اقتدار دوبارہ قائم کیا۔ دہلی پر قابو پاجانے کے بعد انگریزوں نے مسلمانوں سے بہت سخت انتقام لیا۔ مغل خاندان کو نیست ونابود کردیا۔ جامع مسجد دہلی کی بہت بے حرمتی کی۔ مغل شاہزادوں کو کھلے میدان میں قتل کرایا۔ بے شمار مسلمانوں کو نہایت بے دردی سے شہید کیا۔ حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی کا گھر اور جائیداد ضبط کرکے آپ کو جزیرہ انڈمان لے جاکر قید کیا آخری مغل بادشاہ سراج الدین بہادر شاہ ظفر پر جھوٹا مقدمہ چلاکر ہندوستان سے جلاوطن کیا اور رنگون لے جاکر خانۂ قید کردیا۔ جس زمانہ میں یہاں ہندوستان میں بغاوت ہوئی اس وقت انگلینڈ میں ملکۂ وکٹوریہ کی بادشاہت تھی۔ جب ہندوستان کی بغاوت کا معاملہ ملکۂ وکٹوریہ کے سامنے پیش ہوا تو اس نے ایسٹ انڈیا کمپنی کی حکومت کو ختم کرکے اختیارات اپنے ہاتھ میں لے لئے اور ہندوستانیوں کے نام

ایک فرمان بھیجا جس کو لارڈ کیننگ نے ۲۴/ ربیع الاول ۱۲۷۵ھ مطابق یکم نومبر ۱۸۵۸ء کو الہ آباد کے دربار میں پڑھ کر سنایا۔ اس میں لکھا تھا کہ :

"ہندوستان کی سلطنت کا انتظام ملکۂ وکٹوریہ نے ایسٹ انڈیا کمپنی سے اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے سب رعایا برابر سمجھی جائے گی۔ کسی کے مذہب میں دخل نہیں دیا جائے گا"۔

ہندوستان میں انگلستان کے بادشاہوں کی حکومت ۱۲۷۵ھ مطابق ۱۸۵۸ء سے ۲۵/ رمضان شریف ۱۳۶۶ھ مطابق ۱۴/ اگست ۱۹۴۷ء تک رہی۔ پھر یہ ملک ۲۶/ رمضان شریف ۱۳۶۶ھ مطابق ۱۹۴۷ء کو برٹش گورنمنٹ کے پنجے سے آزاد ہوکر دو حصوں میں تقسیم ہوگیا۔ چھوٹے حصے کا نام پاکستان اور بڑے حصے کا نام بھارت

اَللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ اے اللہ ملک کے مالک! تو جس کو چاہتا ہے حکومت دیتا ہے اور جس سے چاہے حکومت چھین لیتا ہے۔

مشق

اضلاع: ضلع کی جمع ہے۔ اقتدار: حکومت، طاقت۔ ضبط: بے دخل کرنا۔ نظربند کرنا: نگرانی میں رکھنا۔ ملکہ: بادشاہ کی بیوی، رانی، خفیہ: پوشیدہ۔ جلاوطن کرنا: کسی کو اس کے ملک سے باہر کرنا۔ جائز: درست۔

سوالات

(۱) کن علماء نے انگریزوں کے خلاف فتویٰ دیا؟
(۲) بھارت اور پاکستان کس دن آزاد ہوئے؟
(۳) حضرت مولانا فضل حق خیرآبادی علیہ الرحمہ کہاں قید میں رکھے گئے۔

سرکار ذوالنورین رضی اللہ عنہ

سرکار مصطفیٰ ﷺ کی چوتھی پشت میں حضرت مغیرہ بن قصی گزرے ہیں جن کا مشہور نام عبد مناف ہے انہیں حضرت عبد مناف کے ایک صاحبزادے حضرت ہاشم ہیں جو ہمارے سرکار اقدس ﷺ کے پردادا ہیں اور حضرت عبد مناف ہی کا ایک دوسرا بیٹا عبدالشمس ہے جس کی نسل میں حضرت عثمان غنی سرکار ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔ آپ کا نسب نامہ یہ ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عفان بن ابوالعاص بن امیہ بن عبدالشمس بن عبد مناف بن قصی۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک کان میں سرکار مصطفیٰ ﷺ کے نبی ہونے کی آواز جیسے ہی پہونچی فوراً اسلام

قبول کر کے سرکار مصطفیٰ ﷺ کی غلامی میں داخل ہو گئے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد تمام صحابۂ کرام اور اہل بیت عظام میں سب سے زیادہ بلند درجہ آپ کا ہے۔

آپ نے راہ خدا میں بے شمار مال و دولت خرچ فرمایا۔ چنانچہ ایک مرتبہ سرکار مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو کر آپ نے عرض کیا یارسول اللہ! حضور کی میرے گھر پر دعوت ہے۔ حضور اپنے دوستوں سمیت میرے غریب خانہ پر تشریف لاکر ماحضر تناول فرمائیں۔ جب وقت مقررہ پر سرکار مصطفیٰ ﷺ نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دولت خانہ کی طرف چلنے کا قصد فرمایا تو اس موقع پر حضرت عثمان سرکار کے پیچھے ہولئے اور سرکار کا ایک ایک قدم مبارک جوان کے گھر کی طرف چلتے ہوئے زمین پر پڑ رہا تھا اسے گننے لگے۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ اے عثمان! میرے قدم کیوں گن رہے ہو؟ آپ نے عرض کیا یارسول اللہ میرے ماں باپ حضور پر قربان ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ حضور کی تعظیم و توقیر کی خاطر ایک ایک قدم پاک کے بدلے ایک ایک غلام آزاد کروں۔ چنانچہ آپ کے دولت خانہ تک پہونچنے میں حضور کے جتنے قدم مقدس پڑے اتنے غلام آپ نے راہ خدا میں آزاد کئے۔[1] حضرات مہاجرین جب مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ آئے۔ یہاں کا پانی انہیں

[1] جامع المخیرات ص: ۶۵ بحوالہ سچی حکایات حصہ اوّل ص: ۳۳۳

پسند نہ آیا کیونکہ کڑوا تھا۔ مدینہ شریف میں ایک شخص کے پاس رومہ نام کا ایک کنواں تھا جس کا پانی میٹھا تھا اور مہاجرین کے لئے سازگار تھا لیکن کنویں کا مالک قیمت لے کر پانی دیتا تھا۔

حضرات مہاجرین غریب تھے ان کے پاس روپے کہاں تھے جس سے پانی خرید کر پیتے۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ جل جلالہ و رسول اللہ ﷺ کو خوش کرنے کے لئے پینتیس ہزار (۳۵۰۰۰) روپئے میں رومہ کنواں خریدا اور اسے مسلمانوں کے لئے وقف کردیا۔ ۹ھ مطابق ۶۳۰ء میں جب صحابہ کا تنگ دست لشکر کافروں سے جہاد کرنے کے لئے تبوک جانے کی تیاری کر رہا تھا۔ اس وقت قحط اور تنگدستی کی وجہ سے عام صحابہ سخت پریشان تھے۔ سرکار مصطفیٰ ﷺ نے خوشحال صحابیوں کو راہ خدا میں چندہ دینے کی ترغیب دی۔ اس پر حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تین سو اونٹ مع ساز و سامان اور ایک ہزار اشرفی بارگاہ رسالت میں پیش کر کے تنگ دست لشکر کی پریشانی دور کردی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ[1] بیان فرماتے ہیں کہ اِشْتَرَىٰ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانُ مِنَ رَّسُوْلِ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمُ الْجَنَّةَ مَرَّتَيْنِ يَوْمَ رُوْمَةَ وَ يَوْمَ جَيْشِ الْعُسْرَةِ یعنی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو مرتبہ سرکار مصطفیٰ ﷺ سے جنت خریدی ہے (ایک مرتبہ) رومہ کنواں کے دن اور (دوسری بار) لشکر کی تنگ دستی کے موقع پر۔

پیارے بچو! اللہ تعالیٰ نے پیارے نبی سرکار مصطفیٰ ﷺ کو بحر و بر،

شمس و قمر، شجر و حجر، زمین و آسمان اور سارے جہان کا مالک بنایا ہے۔ ہمارے سرکار اپنے رب کے فضل سے جنت کے بھی مالک ہیں اور اختیار رکھتے ہیں کہ جس کو چاہیں جنت عطا فرمائیں اور یہی عقیدہ صحابہ کرام کا تھا کہ سرکار جنت کے مالک و مختار ہیں۔ چنانچہ جس وقت سرکار نے جنت بیچنے کا اعلان فرمایا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرکار سے جنت خرید لی تو اگر حضرت عثمان سرکار کو جنت کا مالک نہ سمجھتے تو سرکار سے کس طرح جنت خریدتے۔ ایک موقع پر حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرکار مصطفیٰ مالکِ جنت ﷺ سے عرض کیا[1] اَسْئَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِى الْجَنَّةِ اللہ کے رسول! میں حضور سے (جنت مانگتا ہوں) اور یہ مانگتا ہوں کہ میں جنت میں حضور کے ساتھ رہا کروں۔ تو اگر حضرت ربیعہ سرکار کو جنت کا مالک نہ جانتے تو پھر سرکار سے جنت کیسے مانگ سکتے تھے۔

اسلامی نونہالو! وہابی لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے بھائی ہیں اور ہماری طرح ایک مجبور انسان ہیں۔ جنت پر رسول اللہ کا کوئی اختیار نہیں۔

پیارے بچو! وہابیوں کی یہ بولی۔ اسلامی تعلیم کے خلاف ہے۔ میں تمہیں تاکید کرتا ہوں کہ تم وہابیوں کی بکواس کو ہرگز نہ سننا یہ لوگ سرکار مصطفیٰ ﷺ کے امتی اور غلام نہیں بلکہ شیطان کے غلام اور دیو کے بندے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں ان کی گمراہیوں سے

---

[1] حاکم ابن عدی، ابن عساکر بحوالہ الامن والعلی ص : ۲۱۲ [2] مسلم شریف جلد اوّل ص : ۱۹۳

محفوظ رکھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قسمت کے بہت بڑے دھنی تھے کہ سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شاہزادی حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح آپ کے ساتھ کیا۔ جب ۲ھ میں حضرت رقیہ کا وصال ہو گیا تو سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دوسری شاہزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آپ کا نکاح کردیا۔ آپ بفضلہٖ تعالیٰ نبی کے دو شاہزادیوں کے شوہر ہونے کا شرف رکھتے ہیں۔ حضرت سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت سے آج تک دنیا میں یہ شرف آپ کے سوا کسی امتی کو نہیں ملا۔ ان دو شاہزادیوں کے شوہر ہونے کی وجہ سے آپ کو ذوالنورین کہتے ہیں۔ ذو کے معنی والا نورین کے معنی دو نور۔ ذوالنورین کے معنی دو نور والا۔ ایک نور حضرت رقیہ اور دوسرا نور حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

پیارے بچو! جب سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شاہزادی حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم نور ہیں اور پرانے زمانے کے اہل حق مسلمانوں نے ان دونوں شاہزادیوں کو نور مانا اور ان کے شوہر حضرت عثمان کو ذوالنورین یعنی دو نور والا کہا تو اب اس نئے زمانے میں جو خود سرکار کے نور ہونے کا انکار کرے وہ نرا جاہل اور پکا دیو کا بندہ ہے۔

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد یکم محرم ۲۴ھ مطابق ۱۱ر نومبر ۶۴۴ء کو تمام مہاجرین اور انصار نے حضرت ذوالنورین کے نورانی ہاتھوں پر بیعت کی اور آپ

کو سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ اور جانشیں تسلیم کیا۔ آپ نے چند روز کم بارہ برس تک خلافت کے فرائض انجام دیئے۔ آپ کے دور خلافت میں ایشیا اور افریقہ کے کئی ایک نئے ملک فتح ہو کر اسلامی سلطنت میں شامل ہوئے۔

آپ کے دور خلافت میں ایک یہودی قتین عبداللہ بن سبا ظاہر میں مسلمان ہو گیا لیکن باطن میں منافق، اسلام کا بدترین دشمن تھا۔ اس منافق یہودی نے بگلا بھگت بن کر مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، بصرہ، کوفہ اور مصر کا سفر کیا اور لوگوں کو اسلام کے نام پر باطل عقیدہ کی تعلیم دیتا رہا۔ مکہ شریف اور مدینہ طیبہ میں تو اس کی دال بالکل نہیں گلی لیکن بصرہ، کوفہ اور مصر کے بہت سے باشندوں کو اس نے اپنی گمراہی کے جال میں پھانس لیا اور ان کو حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف فساد و بغاوت پر ابھارتا رہا چنانچہ آپ کی خلافت کے آخری زمانہ میں جب بعض لوگوں نے آپ کی مخالفت کی تو سبائی گروہ ان کا ساتھی ہو گیا اور سب ایک لمبا جتھا بنا کر مدینہ طیبہ پہونچے اور باغی ہو کر آپ کو قتل کردینے کی دھمکی دینے لگے۔ حضرات صحابہ کرام نے بیچ میں پڑ کر آپ کا اور باغیوں کے درمیان تصفیہ کرادیا۔ باغی لوگ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے لیکن اس موقع پر آپ کا چچازاد بھائی مروان بن حکم ایک سنگین شرارت کر بیٹھا۔ جب انھوں کو معلوم ہوا تو مدینہ شریف کی طرف گھوم پڑے اور یہاں پہنچ کر آپ کی جان کے دشمن ہو گئے پھر ان ظالموں نے جی بھر کر آپ

پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے یہاں تک کہ ۱۸/ ذی الحجہ ۳۵ھ[1] مطابق ۱۷/ جون ۶۵۵ء کو جمعہ کے دن آپ کے مکان میں گھس کر آپ کو شہید کر دیا۔ آپ ایسے صابر اور بردبار تھے کہ جب بعض صحابہ کرام نے باغیوں سے جنگ کرنے کی آپ سے اجازت مانگی تو آپ نے ان کو سختی سے روک دیا اور اپنی طرف سے خونریزی نہ ہونے دی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

مشق

تصفیہ: سمجھوتہ۔ شہادت: اللہ تعالیٰ کے راستہ میں قتل ہونا۔
ماحضر: جو کھانا موجود ہے۔ فتین: بہت فساد برپا کرنے والا۔
سازگار: موافق۔ بردبار: دوسرے کی دھاندلی برداشت کرنے والا۔

سوالات

(۱) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کتنے روپے میں بیر رومہ خرید کر وقف کیا؟
(۲) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین کیوں کہا جاتا ہے؟
(۳) یہ کیسے ثابت ہوا کہ سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جنت کے مالک ہیں؟

[1] الاکمال فی اسماء الرجال مشکوۃ شریف

اُردو زبان کی کہانی

ہندوستان ایک بہت ہی بڑا ملک ہے اس میں بے شمار قومیں آباد ہیں جن کی رنگ برنگ کی زبانیں ہیں لیکن ہندوستان کی جس زبان کا جھنڈا سب سے اونچا ہے وہ اردو ہے۔ دیکھو ایک سکھ دوسرے سکھ سے پنجابی زبان میں بات کرتا ہے لیکن وہی سکھ اگر بنگالی ڈاکٹر سے گفتگو کرنا چاہے تو اسے پنجابی کے بجائے اردو بولنا پڑے گا۔ سندھی لوگ اپنے گھر کی چہار دیواری میں سندھی زبان استعمال کرتے ہیں لیکن جب دکان پر بیٹھتے ہیں تو گاہکوں سے اردو زبان میں بات چیت کرتے ہیں۔ مارواڑی لوگ اپنے بال بچوں سے تو گجراتی بولتے ہیں لیکن ریلوے اسٹیشن پہنچ کر انہیں اردو زبان سے کام لینا ہوتا ہے۔

مہاراشٹر کے رہنے والے اپنی برادری میں مرہٹھی بولتے ہیں لیکن سکھ ڈرائیور سے کام لینے کے لئے انہیں ٹوٹی پھوٹی اردو ہی کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ راج نیپال کے پہاڑی باشندے اپنے بال بچوں سے نیپالی زبان میں بولتے ہیں لیکن بس کنڈکٹر سے ٹکٹ مانگتے وقت نیپالی کے بجائے اردو بولنا پڑتا ہے۔ بنگالی ٹی ٹی اپنے ہم وطن سے بنگلہ میں بات چیت کرتا ہے مگر ٹرین کے پسنجروں سے جب انہیں گفتگو کی ضرورت پڑتی ہے تو بے دھڑک اردو بولتا جاتا ہے اس سے پتہ چلا کہ

ہندوستانی برادریوں اور قوموں کے درمیان میل جول اور بات چیت کا ذریعہ صرف اردو زبان ہے۔ یہی وہ زبان ہے جس نے سارے ہندوستان کو ایک کڑی میں پرور کھا ہے۔

اردو زبان کی بنیاد اس وقت پڑی جب سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمہ نے پنجاب کو فتح کر کے اسے اپنی غزنوی حکومت کا ایک صوبہ قرار دیا اور لاہور میں اپنی فوجیں مستقل طور پر متعین کیں۔ اب یہاں مسلمان سپاہیوں، فوجی افسروں، سوداگروں اور پیشہ والوں کی آبادیاں قائم ہو گئیں۔ مسلمانوں کی مادری زبان فارسی تھی اور ہندوؤں کی بولی ہندی تھی۔ جب ان قوموں کا ایک ساتھ رہن سہن ہوا اور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ ضروریات زندگی کے تعلقات بڑھے تو فارسی اور ہندی کے میل سے ایک تیسری زبان کا وجود ہوا جو ہندوؤں اور مسلمانوں کی مشترکہ زبان ہے اور اسے اردو کہا جاتا ہے۔

پنجاب پر حضرت سلطان محمود غزنوی کی نسل تقریباً پونے دو برس تک حکومت کرتی رہی۔ اس طویل مدت میں مسلمانوں اور ہندوؤں کے تعلقات بہت وسیع ہو گئے جس کی بدولت اردو زبان کی بنیاد مضبوط ہوتی گئی۔ پھر سلطان شہاب الدین محمد غوری نے پنجاب پر حملہ کر کے غزنوی حکومت ختم کر دی اور اپنی حکومت قائم کی۔ چند سال گزرنے کے بعد اس نے دہلی اور اجمیر بھی فتح کر کے انہیں غوری سلطنت میں شامل کیا ۶۰۳ھ مطابق ۱۲۰۶ء میں جب

سلطان شہاب الدین کا انتقال ہوا تو اس وقت سلطان کے غلام جنرل قطب الدین ایبک کو ہندوستان کا بادشاہ منتخب کیا گیا۔ سلطان قطب الدین نے لاہور کو دارالسلطنت بنایا اور بہار و بنگال تک اپنی حکومت وسیع کی۔ یہ سلطان ہندوستان کا پہلا مسلمان بادشاہ کہلاتا ہے کیونکہ اسی کے عہد میں ہندوستان میں ایک مستقل حکومت قائم ہوئی جو باہر کے کسی ملک کے ماتحت نہ تھی۔

سلطان قطب الدین کے انتقال کے تقریباً سال بھر کے بعد اس کے داماد حضرت شمس الدین التمش تخت حکومت پر بیٹھے انہوں نے لاہور کے بجائے دہلی کو راجدھانی قرار دیا اور بہار و بنگال کو دوبارہ فتح کرنے کے بعد اڑیسہ کو بھی اپنی حکومت میں شامل کیا۔ ہندوستان کی یہ مسلم حکومت تقریباً ساڑھے چھ سو برس تک قائم رہی۔ اس درمیان میں تخت دہلی پر مختلف خاندانوں کے بادشاہ بیٹھ کر حکومت کرتے رہے۔

جب دہلی کے مسلمان بادشاہوں کی فیاضی دریادلی اور قدر دانی کا چرچا ایران، توران، خراسان، بخارا، کابل اور ترکستان پہونچا تو وہاں ہزاروں تجارت پیشہ اور اہل شہر مسلمانوں کا قافلہ اپنا اپنا وطن چھوڑ کر ہندوستان کی طرف آتا رہا اور ملک کے مختلف حصوں میں آباد ہوتا رہا۔ پھر چونکہ ان مسلمانوں کا سابقہ ہر جگہ ہندو پڑوسیوں سے تھا اس لئے ان دونوں قوموں کی آپس میں شب و روز بات چیت سے اردو زبان خوب پھلتی پھولتی رہی۔ یہاں تک کہ مغل دور حکومت میں یہ

زبان پنجاب، دہلی، یوپی، بہار، گجرات، دکن وغیرہ علاقوں پر چھا گئی۔

یہ واضح رہے کہ اردو زبان کے بڑھنے اور پھیلنے میں دہلی کے مسلم بادشاہوں کا کوئی حصہ نہیں تھا۔ ان کی حکومت کی زبان فارسی تھی۔ سلطنت کے سارے کاروبار فارسی زبان میں انجام پاتے تھے۔ ہاں ہندوستان کے صوفیاء علما اور شعراء کا اردو زبان پر ضرور احسان ہے۔ صوفیائے کرام وعظ و نصیحت کی مجلس میں عوام سے اردو میں کلام فرماتے تھے۔ حضرات علماء اردو میں مذہبی کتابیں لکھتے۔ شاعر اردو زبان میں نظمیں لکھتے اور سناتے تھے۔

مغل حکومت ختم کرنے کے بعد جب انگریزوں نے ہندوستان میں اپنی سلطنت قائم کی تو انہوں نے ابتدا میں حکومت کی فارسی زبان برقرار رکھی لیکن انگریز گورنر جنرل لارڈ ولیم [1] نے ملک میں اردو کا زور دیکھ کر ۱۲۲۸ھ مطابق ۱۸۳۴ء میں حکومت کی زبان فارسی کے بجائے اردو کردی، [2] اس طرح یہ زبان تحصیل، ڈاک خانہ، تھانہ، کچہری وغیرہ مقامات پر بھی پھیل گئی۔

انگریز لارڈ ولزلی نے شہر کلکتہ میں ۱۰؍ ذی الحجہ ۱۲۱۲ھ مطابق ۴؍ مئی ۱۸۰۰ء کو ایک مدرسہ فورٹ ولیم نام کا قائم کیا جس میں انگلینڈ سے آنے والے انگریز افسروں کو ہندوستانی زبان میں تعلیم دی جاتی تھی اور انہیں ہندوستانی رسم و رواج سے خوب واقف کرایا جاتا تھا

[1] ہندوستان کی تواریخ اٹلس مع چارٹ ص: ۶

[2] اردو کے اسالیب بیاں مطبوعہ حیدر آباد دکن ص: ۳۵

تاکہ اپنے فرائض منصبی انجام دینے میں ٹھوکر نہ کھائیں پھر آگے چل کر اس کالج نے بیسیوں اردو کتابیں نئے طرز میں لکھوا کر چھپوائیں اور ہر طرف ان کی اشاعت کر کے جدید اردو بولنے لکھنے کا رواج قائم کیا۔ اس سے پہلے لوگ قدیم اردو میں کتابیں لکھتے تھے۔ قدیم اردو ایک بوجھل زبان تھی لیکن فورٹ ولیم کالج کی کوششوں نے اردو کو ایک نہائی دھوئی صاف سلیس آسان زبان کی صف میں کھڑا کردیا۔ کالج کے انگریز صدر ڈاکٹر گل کرسٹ نے جدید اردو کے فروغ کے لئے خود بھی کئی ایک کتابیں اپنے قلم سے لکھ کر شائع کیں۔ پھر دوسرے لکھنے والوں نے بھی اس نئے طرز کو اختیار کیا۔ یہاں تک کہ قدیم اردو کا سرے سے رواج ہی ختم ہو گیا۔

یہ واضح رہے کہ انگریز اس ملک کے باشندے نہیں تھے ان کا وطن تو یہاں سے بہت دور سات سمندر پار انگلینڈ میں تھا اور یہ بالکل کھلی بات ہے کہ بدیسی [1] ہونے کی وجہ سے ان کو یہاں کسی زبان سے نہ محبت ہو سکتی تھی نہ نفرت تو پھر انہوں نے اردو زبان کے پھیلانے اور ترقی دینے میں بھرپور کوشش کیوں کی۔ اردو کو اتنا بڑھاوا کیوں دیا کہ خود پڑھا اور دوسروں کو پڑھوایا اور کتابیں لکھیں اور لکھوائیں اور پھر اپنی انگریزی حکومت کی زبان بھی اردو کردی۔ بات یہ ہے کہ انگریزوں نے دیکھا پورے ہندوستان میں مقبول عام زبان صرف اردو ہے۔ اس زبان کی مدد سے ہندوستانی رعایا پر حکومت کرنا آسان

[1] بدیسی - غیر ملکی فیروز اللغات حصہ اوّل

ہے۔ اس لئے اس زبان کے فروغ پر پورا زور لگایا اور کامیاب رہے۔

جب ہندوستان میں پریس قائم ہوا اور کتابیں مشین کے ذریعہ چھپنا شروع ہوئیں تو اس وقت سے اردو کتابیں لکھنے کا رواج بہت پھیلا۔ مسلمانوں، انگریزوں، ہندوؤں اور سکھوں میں بڑے بڑے صاحبِ قلم پیدا ہوئے۔ جن کی اردو کتابیں ڈھاکہ سے گجرات اور کشمیر سے دکن تک ہندوستان کے کونے کونے میں پہونچیں۔ اس طرح یہ زبان بول چال لکھنے پڑھنے کے میدان میں سب سے آگے ہو گئی۔

مشق

منصب: عہدہ - طرز: ڈھنگ۔ جدید: نیا۔ فیاضی: سخاوت۔ قدردانی: دوسروں کی عزت کرنا۔ دریادلی: دریا جیسادل ہونا۔ شاعر: منظوم کلام بنانے والا۔ اس کی جمع شعراء ہے۔ ڈاکٹر: فاضل۔ گل کرسٹ: ایک انگریز کانام۔

سوالات

(۱) اردو زبان کی بنیاد کب سے پڑی؟

(۲) فورٹ ولیم کالج کب قائم ہوا اور اس نے اردو کے لئے کیا کام کیا؟

(۳) انگریزوں نے اردو کو ترقی کیوں دی؟

حضرت امیر المومنین شیر خدا رضی اللہ عنہ کا مقدس نام علی ہے۔ آپ سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب کے فرزند ہیں۔ دس[۱] سال کی عمر شریف میں آپ نے اسلام قبول فرمایا اور سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں داخل ہوئے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بعد تمام صحابہ اور اہل بیت میں سب سے اونچا مرتبہ آپ کا ہے۔

سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نورانی ہاتھوں پر بیعت کی اور ان کو سرکار کا خلیفہ برحق تسلیم کیا۔ حضرت صدیق اکبر کے وصال کے بعد آپ نے فاروق اعظم کے نورانی ہاتھوں پر بیعت فرمائی اور ان کو سرکار کا خلیفہ برحق مانا۔ پھر آپ نے حضرت فاروق اعظم کی شہادت کے بعد حضرت عثمان غنی کے نورانی ہاتھوں پر بیعت فرمائی اور ان کو سرکار کا خلیفہ برحق تسلیم کیا۔ آپ کے اس مقدس عمل سے معلوم ہوا کہ مذکورہ بالا تینوں خلفا کی خلافت قطعی حق ہے کیونکہ اگر آپ کے

[۱] تاریخ الخلفاء ص: ۱۱۷

نزدیک ان حضرات کی خلافت حق نہ ہوتی تو آپ ہرگز ان کی بیعت نہ کرتے نہ ان کو خلیفہ مانتے بلکہ کھلم کھلا انکار کردیتے۔

پیارے بچو! بعض چھچھورے اور مکار لوگ جو حضرت شیر خدا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہ کی عظمت کے مخالف ہیں وہ کہتے ہیں کہ حضرت شیر خدا نے ڈر کے مارے ان تینوں خلفاء کی بیعت کی تھی۔ دل سے ان کو خلیفہ نہیں مانتے تھے معاذ اللہ تعالیٰ! خبردار تم لوگ ایسے چھچھوروں کی بات پر کان نہ لگانا کیونکہ یہ لوگ سرکار حیدر کررار رضی اللہ عنہ کو اپنے جیسا بزدل اور مکار سمجھتے ہیں۔ آپ کی بلند عظمت سمجھنے کے لئے اللہ تعالیٰ لوگوں کو ہدایت عطا فرمائے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دوسرے دن [1] ۱۹/ ذی الحجہ ۳۵ھ مطابق ۱۸/ جون ۶۵۶ء کو مدینہ شریف کے تمام صحابہ کرام نے سرکار حیدر کرار مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نورانی ہاتھوں پر بیعت کی اور آپ کو سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ برحق تسلیم کیا۔ آپ نے چار سال نو ماہ خلافت کے فرائض نہایت عدل و انصاف کے ساتھ انجام دیئے پھر آخر میں عبدالرحمٰن بن ملجم خارجی نے ۱۸/ رمضان شریف ۴۰ھ مطابق ۲۵/ جنوری ۶۶۱ء کو جمعہ کے دن جب کہ آپ کاشانۂ مقدس سے نکل کر نماز فجر کے لئے مسجد کی طرف جارہے تھے آپ پر تلوار چلائی جس سے آپ شدید زخمی ہوگئے اور ۲۰/ رمضان المبارک ۴۰ھ مطابق ۲۷/ جنوری

[1] تاریخ الخلفاء ص: ۱۲۳

۶۶۱ء کو اتوار کی رات میں آپ نے جام شہادت نوش فرمایا۔

حضرت عثمان غنی کی طرح آپ بھی سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ہیں۔ سرکار نے اپنی چہیتی شاہزادی حضرت سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا آپ سے نکاح کیا تھا۔ آپ کے بڑے شاہزادے سرکار امام حسن رضی اللہ عنہ اور چھوٹے شاہزادے سرکار امام حسین رضی اللہ عنہ حضرت سیدہ فاطمہ کے بطن نورانی سے ہیں۔ حضرت سیدہ کے وصال کے بعد آپ نے کئی عورتوں سے نکاح فرمایا تھا۔ آپ کے صاحبزادے حضرت امام محمد بن حنفیہ، حضرت عباس علمدار وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ کی دوسری بیویوں کے بطن پاک سے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کی اولاد نسل کے ذریعہ اسلام کو خوب چمکایا۔ آپ کی نسل پاک میں ایسے ایسے باکمال حضرات پیدا ہوئے جو دین کے شہنشاہ کہے جاتے تھے اور جن کے مقدس قدموں کو بڑے بڑے تاجور چوما کرتے تھے۔

مشق

خلیفہ: قریشی خاندان کا وہ شخص جو اسلام کی خدمت انجام دینے کے لئے مسلمانوں کا سب سے بڑا حاکم قرار دیا گیا ہو۔ خلیفہ کی جمع خلفاء ہے۔ برحق: حق پر۔ فرزند: بیٹا۔ قطعی، واقعی: یقینی۔ کاشانہ: گھر۔ شدید: سخت، بہت۔ بزدل:

ڈرپوک۔حق: درست، صحیح، ٹھیک۔باکمال: کمال والا، خوبی والا۔تاجدار: تاج والے، بادشاہ۔

سوالات

(۱) اگر صدیق اکبر، فاروق اعظم، عثمان غنی کی خلافت حق نہ ہوتی تو کیا سرکار حیدر کرار ان حضرات سے بیعت کر سکتے تھے۔؟

(۲) سرکار حیدر کرار نے کس تاریخ میں وصال فرمایا؟

(۳) "چمکایا" متعدی ہے یا لازم؟ اور اس کا مصدر کیا ہے؟

حضرت شیر خدا اور

پیارے بچو! سرکار حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مختصر ذکر پاک تو تم پڑھ چکے اب ذیل میں آپ کے گھرانے کے چند حضرات کا تذکرہ لکھا جاتا ہے تم غور سے پڑھو اور یاد رکھنے کی کوشش کرو۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ

حضرت شیر خدا کے فرزند اکبر ہیں۔ سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے

آپ کو اپنا بیٹا قرار دیا تھا اس لئے آپ سید اور شہزادہ رسول کہے جاتے ہیں۔ آپ نے تین مرتبہ اپنا آدھا مال اور دو مرتبہ کل مال راہ خدا میں خیرات فرمایا۔ حضرت شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد آپ تخت خلافت پر رونق افروز ہوئے۔ چھ ماہ آپ نے فرائض خلافت انجام دیئے پھر آخر میں مسلمانوں کے دو عظیم الشان لشکر آپس میں ٹکرانے کی تیاری کرنے لگے تو آپ نے ۴۱ھ مطابق ۶۶۱ء میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے خلافت کی ڈوری انہیں کے سپرد کر دی اور ہزاروں مسلمانوں کو قتل ہونے سے بچالیا۔ ۵۰ھ[1] مطابق ۶۷۰ء میں کسی دشمن نے آپ کو زہر پلادیا جس سے آپ کی شہادت ہو گئی۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

آپ حضرت شیر خدا کے فرزند اصغر ہیں۔ سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو بھی اپنا بیٹا قرار دیا تھا اس لئے آپ بھی سید اور شہزادہ رسول ہیں۔ آپ کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ جب یزید پلید ۹۰ھ[2] میں تخت سلطنت پر بیٹھا اور اپنی بیعت کے لئے آپ کے نام فرمان جاری کیا تو آپ نے اس بیعت سے انکار کر دیا اور مدینہ شریف سے مکہ معظمہ

[1] بعض روایت میں ۵۸ھ اور کسی میں ۹۰ھ ہے

[2] مطابق ۶۷۰ء

تشریف لے گئے پھر وہاں سے کوفہ کی طرف کوچ فرمایا۔ جب کوفہ بہت قریب آگیا تو یزید کی ظالم فوجوں نے آپ کو اور آپ کے ہمراہیوں کو شہر میں داخل ہونے نہ دیا بلکہ کربلا کے تپتے میدان میں روک لیا اور یزید کی بیعت کے لئے آپ پر بہت کچھ دباؤ ڈالا۔ طرح طرح سے آپ پر سختی کی۔ یہاں تک کہ ۱۰/ محرم ۶۱ھ مطابق ۱۲/ اکتوبر ۶۸۰ء کو جمعہ کے دن آپ کے صاحبزادوں، بھتیجوں، بھانجوں، سوتیلے بھائیوں اور جاں نثار ساتھیوں کو شہید کر ڈالا مگر پھر بھی آپ نے یزید پلید کی بیعت منظور نہ فرمائی۔ کیوں کہ وہ ظالم و فاسق تھا۔ آخر میں آپ نے بھی تاریخ مذکورہ میں ظہر کے وقت جام شہادت نوش فرمایا اور قیامت تک کے لئے مسلمانوں کو یہ سبق دیا کہ جو شخص اسلامی تعلیمات کو مٹائے، انصاف کا گلا گھونٹے اس کا مقابلہ کرو اس کی مخالفت کرو اور اس سے کبھی میل نہ کرو۔

پیارے بچو! محرم کے مہینے میں بہت سے جاہل مسلمان سرکار امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام کا تعزیہ بناتے ہیں جس میں چھوٹی چھوٹی دو قبریں ہوتی ہیں وہ لوگ نویں محرم کی رات میں اور دسویں محرم کی دن میں ڈھول اور تاشے بجاتے ہوئے گلی کوچہ میں اس تعزیہ کا گشت کراتے ہیں لیکن چونکہ یہ سب کام شرع کے نزدیک ناجائز ہیں ان باتوں سے سرکار امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقدس روح کو تکلیف ہوتی ہے اس لئے تم لوگ ان خرافات سے دور رہنا تمہارے ماں باپ کو چاہئے کہ محرم میں سرکار امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے نام نیاز فاتحہ دلائیں۔

سرکار غوث اعظم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

آپ کا مقدس نام سید عبدالقادر محی الدین جیلانی ہے۔ آپ شہر جیلان میں ۴۷۰ھ مطابق ۱۰۷۷ء میں پیدا ہوئے۔ آپ سرکار حیدر کرار کرم اللہ تعالیٰ وجہ، کے بڑے شاہزادے سیدنا حضرت امام حسن رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی نسل پاک سے ہیں۔ آپ بہت بڑے عابد و زاہد تھے۔ چالیس سال تک آپ نے اس طرح زندگی بسر کی کہ رات بھر ذکر الٰہی کرتے ہوئے عشا کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی۔[1] آپ کے وعظ و تبلیغ سے پژمردہ اسلام زندہ ہو گیا۔ آپ کے نورانی ہاتھوں پر پانچ ہزار سے زیادہ یہودی اور نصرانی مسلمان ہوئے اور ایک لاکھ سے زیادہ فساق و فجار، چور، ڈاکو، شرابی وغیرہ نے آپ کے مبارک ہاتھوں پر توبہ کی۔ آپ غریبوں، فقیروں، مسکینوں کی بہت دلجوئی کرتے تھے۔ آپ کے رعب و جلال کا عالم یہ تھا کہ بغداد کے بادشاہ اور حکمراں آپ سے کانپتے تھے۔ آپ کی کرامتیں بے شمار ہیں۔ آپ کی برکت سے مردے زندہ ہوئے۔ اندھے بینا اور کوڑھی تندرست ہوئے۔ آپ کا وصال ربیع الآخر ۵۶۱ھ مطابق ۱۱۶۶ء میں ہوا۔ مزار شریف بغداد میں ہے۔

---

[1] بھجۃ الاسرار ص: ۶۰

سرکار غازی میاں رضی اللہ عنہ

آپ کا نام حضرت سید سالار مسعود غازی ہے۔ آپ حضرت شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے حضرت امام محمد حنفیہ رضی اللہ عنہ کی نسلِ مبارک سے ہیں۔ آپ ۲۱ر رجب ۴۰۵ھ مطابق ۱۵ر جنوری ۱۰۱۵ء کو اتوار کے دن اجمیر شریف میں پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ حضرت سلطان محمود غزنوی کی بہن اور سلطان ناصرالدین سبکتگین کی شاہزادی ہیں۔

چونکہ آپ کو اپنے آباء واجداد کی طرح اسلام کی حمایت میں جہاد کا بڑا شوق تھا اس لئے آپ نے اپنے بچپن میں دینی تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ شہسواری تیر اندازی اور شمشیر زنی کا فن بھی سیکھا۔ آپ نے اسلام کی تبلیغ کی خاطر ہندوستان کے دور دراز شہروں اور آبادیوں کا سفر فرمایا۔ آخر میں آپ بہرائچ تشریف لائے۔ اکیس راجگان نے بے شمار لشکر اکٹھا کر کے آپ پر چڑھائی کی۔ آپ کے ساتھیوں نے دل کھول کر ان کا مقابلہ کیا اور راہ حق میں شہید ہوگئے۔ ۱۴ر رجب ۴۲۴ھ مطابق ۱۵ر جون ۱۰۳۳ء کو اتوار کے دن عصر اور مغرب کے درمیان کافروں سے جنگ کرتے ہوئے آپ نے بھی جام شہادت نوش فرمایا اس وقت آپ کی عمر شریف اٹھارہ سال گیارہ ماہ تئیس دن کی تھی۔ آپ کا مزار شریف بہرائچ ریلوے اسٹیشن سے اتر کی جانب ایک

میل کے فاصلہ پر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی قبر انور کو برکتوں اور کرامتوں کا خزانہ بنایا ہے۔

سرکار غریب نواز رضی اللہ عنہ

آپ کا نام خواجہ سید معین الدین حسن چشتی ہے۔ ہندوستان کے اولیائے کرام میں آپ کو چوٹی کا ولی مانا جاتا ہے۔ آپ حضرت سرکار امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسل پاک سے ہیں۔ آپ نے اسلام کی تبلیغ واشاعت کے لئے شہر اجمیر میں قیام فرمایا۔ اس زمانہ میں اجمیر اور دہلی کا حکمراں راجہ پرتھوی راج تھا۔ جس کو رائے پتھورا بھی کہتے ہیں۔ راجہ نے آپ کی بڑی سخت مخالفت کی لیکن آپ نے اس کی کوئی پروانہ کی اور خوب جم کر تبلیغ کا کام کرتے رہے۔

ایک مرتبہ رائے پتھورا یعنی پرتھوی راج نے آپ کی شان میں گستاخی کے الفاظ استعمال کئے۔ آپ نے اس کے جواب میں فرمایا۔ رائے پتھورا زندہ گرفتار کردیم و بہ لشکر اسلام سپردیم۔ یعنی ہم نے رائے پتھورا کو زندہ قید کیا اور اسلامی لشکر کے حوالہ کیا۔ آپ کا یہ ارشاد پورا ہوا۔ چنانچہ جب سلطان شہاب الدین محمد غوری اور راجہ پتھورا کے مابین دوبارہ جنگ ہوئی تو راجہ کی فوج ہار گئی اور زندہ گرفتار کر کے قتل کردیا گیا اور پھر اجمیر و دہلی پر اسلامی حکومت قائم ہوگئی۔

سرکار خواجہ غریب نواز غریبوں، مفلسوں، دکھیوں کی خبر گیری

اور بہت امداد کرتے تھے۔ اسی لئے آپ کو سرکار غریب نواز کہا جاتا ہے۔ آپ کا اسلامی اخلاق آپ کی بزرگی اور کرامت کو دیکھ کر کثیر ہندو اپنی خوشی سے مسلمان ہوئے۔ آپ نے اپنے شاگردوں اور مریدوں کو ہندوستان کے گوشے گوشے میں بھیج کر اسلام کی خوب اشاعت کی۔ ۶/ رجب ۶۳۳ھ مطابق ۱۶/ مارچ ۱۲۳۶ء میں آپ کا وصال ہوا۔ انتقال کے بعد آپ کی مقدس پیشانی پر یہ عبارت[1] قدرتی طور پر لکھی ہوئی تھی مَاتَ حَبِیْبُ اللّٰہِ فِیْ حُبِّ اللّٰہِ یعنی اللہ کے دوست نے اللہ کی محبت میں انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار اجمیر شریف میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی قبر مقدس کو برکتوں اور کرامتوں کا بہتا ہوا دھارا بنایا ہے۔

سرکار مخدوم اشرف رضی اللہ عنہ

آپ کا نام حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی ہے۔ ایران کے ایک مشہور شہر سمنان میں آپ ۷۰۸ھ مطابق ۱۳۰۸ء میں پیدا ہوئے۔

آپ بھی سرکار امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسل مقدس سے ہیں۔ آپ کے آباء واجداد سمنان کے بادشاہ تھے۔ والد گرامی کے انتقال کے بعد آپ تخت حکومت پر بٹھائے گئے۔ آپ نے دس سال تک

[1] الاخبار الاخیار

بڑے عدل وانصاف کے ساتھ حکمرانی کے فرائض انجام دیئے پھر ۷۳۳ھ مطابق ۱۲۳۲ء میں آپ نے حکومت چھوڑ کر درویشی اختیار کی اور پیر کی تلاش میں ہندوستان روانہ ہوئے اور پنڈوہ شریف ضلع مالدہ صوبۂ بنگال پہنچ کر حضرت شیخ علاؤ الدین رضی اللہ عنہ سے مرید ہوئے۔ صاحبِ کمال تو پہلے ہی سے تھے پھر پیر مرشد کی مزید تعلیم نے آپ کو کندن سونا بنادیا۔ آپ نے اسلام کی تبلیغ اور دین پاک کی خدمت میں بڑی کوشش فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کرامتوں کا خزانہ عطا فرمایا تھا آپ کی کرامتیں دیکھ کر گمراہوں کو ہدایت ملی اور بہت سے کافر مسلمان ہوئے۔

۲۸/ محرم ۸۰۸ھ مطابق ۲۶/ جولائی ۱۴۰۵ء کو آپ نے کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد میں وصال فرمایا۔ آپ کی قبر مقدس قصبہ بسکھاری سے جنوب کی سمت دو میل کے فاصلہ پر ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے مزار کی برکت سے روگیوں کو شفا اور دکھیوں کو سکھ عطا فرماتا ہے۔

مشق

مختصر: تھوڑا۔ پژمردہ: مرجھایا ہوا۔ فاسق: نافرمان۔ فساق: حکم شرع کی نافرمانی کرنے والا۔ فاجر: بدکار۔ فجار: بدکار لوگ۔ غازی: اسلام کی حمایت میں جنگ کرنے والا۔ جہاد: اللہ تعالیٰ کی

راہ میں لڑنا۔ آباء: باپ۔ اجداد: داوا۔ شہسواری: گھوڑے کی سواری کا بہترین ڈھنگ۔ تیراندازی: تیر چلانا۔ شمشیر زنی: تلوار چلانا۔ مابین: درمیان ۔ فن: گن، ہنر۔ خبرگیری: دیکھ بھال رکھنا۔ قدرتی طور پر: اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ کثیر: بہت، گوشہ کرنا۔ غریب نواز: غریب کو دھنی کرنے والا۔ مزید: بڑھی ہوئی۔ ہدایت: ٹھیک راستہ۔ خرافات: خلاف شرع ٹیپ ٹاپ کی باتیں۔

سوالات

(۱) سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس کی نسل پاک سے ہیں ؟

(۲) سرکار غازی میاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہاں پیدا ہوئے اور کہاں شہید ہوئے اور کس تاریخ وسنہ میں آپ نے جامِ شہادت نوش فرمایا؟

(۳) "بنایا" کون فعل ہے اور اس کا مصدر کیا ہے ؟

سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ
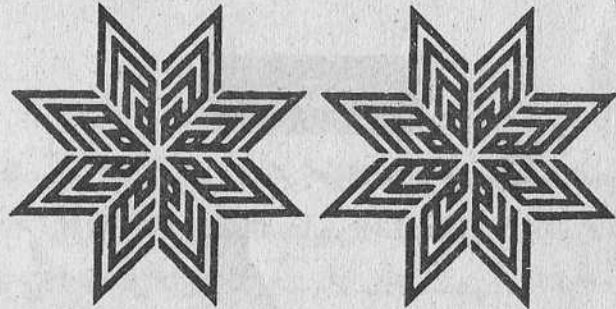
آپ کا نام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی ہے۔ آپ شہر بریلی میں ۱۰ر شوال ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴ر جون ۱۸۵۶ء کو شنبہ کے دن ظہر کے وقت پیدا ہوئے۔ آپ نے چار برس کی ننھی عمر میں قرآن مجید ناظرہ کیا اور چھ سال کی عمر میں منبر پر رونق افروز ہو کر مجمع کے سامنے میلا شریف پڑھا۔ اردو فارسی پڑھنے کے بعد آپ نے اپنے والد ماجد حضرت مولانا نقی علی خاں رضی اللہ عنہ سے عربی زبان میں دین کی اعلیٰ تعلیم حاصل کی اور تیرہ برس دس مہینے کی عمر میں ایک دقاق عالم دین ہو گئے۔ ۱۴ر شعبان ۱۲۸۶ھ مطابق ۱۹ر نومبر ۱۸۶۹ء میں آپ کو عالم دین کی سند دی گئی اور اسی دن والد ماجد نے آپ کے علمی کمال اور پختگی کو دیکھ کر فتویٰ نویسی کی خدمت آپ کے سپرد کی۔ جسے آپ نے ۱۳۴۰ھ مطابق ۱۹۲۱ء اپنے وصال کے وقت تک جاری رکھا۔

۵ر جمادی الآخرہ ۱۲۹۴ھ مطابق ۱۷ر جون ۱۸۷۷ء کو آپ حضور پر نور مولانا سید آلِ رسول مارہروی رضی اللہ عنہ سے مرید ہوئے اور حضرت مرشد سے باطنی تعلیم حاصل فرمائی۔ ذی الحجہ ۱۲۹۵ھ مطابق دسمبر ۱۸۷۷ء میں پہلی بار آپ نے حج ادا فرمایا پھر ربیع الاول ۱۳۲۴ھ مطابق اپریل ۱۹۰۶ء میں سرکار اعظم پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں

حاضر ہوئے۔ ایک ماہ تک مدینہ طیبہ میں رہ کر بارگاہ رسالت کی زیارت
کرتے رہے۔ مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے بڑے بڑے علماء آپ کے
علمی کمالات اور دینی خدمات کو دیکھ کر آپ کے نورانی ہاتھوں پر مرید
ہوئے اور آپ کو استاذ و پیشوا مانا۔

آپ نے ہوش سنبھالنے کے بعد اپنی ساری زندگی اسلام کی
خدمت اور سنّیت کی اشاعت میں صَرف فرمائی اور تقریباً ایک ہزار
کتابیں لکھیں جن میں فتاوی رضویہ بہت ہی ضخیم کتاب ہے۔ آپ
نے قرآن مجید کا صحیح ترجمہ اردو میں تحریر فرمایا۔

آپ کے زمانے میں نیچریوں، مکار صوفیوں، غیر مقلد وہابیوں،
دیوبندی وہابیوں، قادیانیوں نے اسلام و سنّیت کے خلاف دھوکے کا
جال بچھا کر بھولے بھالے مسلمانوں میں خوب گمراہی پھیلا رکھی
تھی۔ آپ نے دین و شریعت کی حمایت میں ان سب گمراہ گروہوں
سے چوکھیا لڑائی لڑ کر سب کے دانت کھٹے کر دیئے اور حق و باطل کو
خوب واضح کر کے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دیا۔ آپ کے فتاوی اور
کتابوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ہزاروں بہکے مسلمانوں کو ہدایت عطا
فرمائی بہت سے وہ علماء جو گمراہی کے سیلاب میں بہتے جارہے تھے آپ
کی رہنمائی سے انہوں نے حق قبول کیا اور سیدھی راہ پر ہو گئے۔

جب وہابیوں، دیوبندیوں نے سرکار مصطفیٰ ﷺ کی شان میں
گستاخی اور توہین کتابوں میں لکھ کر شائع کی اور مسلمانوں کو بگاڑنا شروع
کیا تو آپ نے اٹل پہاڑ کی طرح جم کر سرکار مصطفیٰ ﷺ کی محبت کا

پرچم لہرایا اور مسلمانوں کو سرکار کی محبت و تعظیم کا سبق دیا اور گستاخ
ملاؤں کو لوہے کے چنے چبوا دیئے۔ آپ کی مسلسل دینی خدمتیں اور
علمی کارناموں کو دیکھ کر سنّی علماء و مشائخ اور عام مسلمان آپ کو اپنا عظیم
دینی پیشوا مانتے ہیں اور آج بھی ان کے فتوؤں پر عمل کرتے ہیں۔
دین کی روشنی رکھنے والے علماء اور پیروں کا یہ فیصلہ ہے کہ سرکار اعلیٰ
حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتابوں میں قرآن و حدیث کی جو
تعلیمات لکھی ہیں ان کو جو مانے وہ سنی مسلمان ہے اور جو آپ کی
تعلیمات کی مخالفت کرے وہ بددین اور گمراہ ہے۔

آپ نے ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ مطابق ۲۸ر اکتوبر ۱۹۲۱ء کو جمعہ
کے دن دو بج کر اڑتیس منٹ پر وصال فرمایا۔ آپ کا مزار شریف شہر
بریلی محلہ سوداگران میں ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

سوالات

مسلسل: لگاتار۔ رونق افروز: سجاوٹ بڑھانے والا۔ فتوی:
شرعی حکم۔ فتاوی: جمع کا لفظ ہے۔ فتوی نویسی: فتوی لکھنا۔
گمراہ: راہ سے بہکا ہوا۔ جو سنی مذہب کے خلاف عقیدہ رکھے۔ گمراہ
گر: گمراہ بنانے والا۔ پرچم: جھنڈا۔ باطنی علم: دل کو آئینہ بنانے
والا۔ سند: سرٹی فکٹ، کسی علم میں کامیاب ہونے کی تحریری گواہی۔
عظیم: بڑا۔ دقاق: بہت گہرے علم والا۔ زیارت: کسی ادب والے
شخص یا چیز کو دیکھنا۔ مشائخ: پیر حضرات۔ مرشد: پیر۔

سوالات

(۱) سرکار اعلیٰ حضرت کس تاریخ میں پیدا ہوئے اور آپ کو عالم ہونے کی سند کب دی گئی؟

(۲) "مانتے ہیں" کون فعل ہے اور اس کا مصدر کیا ہے؟

(۳) مکہ مدینہ کے علماء نے اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کو استاد کیوں مانا؟

اَللّٰهُمَّ یَااِلٰهَ الْعٰلَمِیْنَ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی اَوَّلِ خَلْقِ اَفْضَلِ خَلْقِ اللّٰهِ اَعْلَمِ خَلْقِ اللّٰهِ اَكْرَمِ خَلْقِ اللّٰهِ اَسْمَعَ خَلْقِ اللّٰهِ اَنْفَعِ خَلْقِ اللّٰهِ اَبْصَرَ خَلْقِ اللّٰهِ اَنْوَرِ خَلْقِ اللّٰهِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَعِتْرَتِهٖ وَابْنِهٖ اَلسَّیِّدِ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ الْجِیْلَانِیْ الْبُغْدَادِیْ وَشَهِیْدِ مُحَبَّةِ الشَّیْخِ الْاِمَامِ اَحْمَدْرَضَا الْبَرِیْلَوِیْ اَجْمَعِیْنَ وَاٰخِرُدَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ